

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

آیت ۶

ہر مخلوق کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ	اور نہیں کوئی جان دار زمین میں
إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا	مگر اللہ کے ذمے ہے اُس کا رزق
وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا	اور وہ جانتا ہے اُس کے مستقل ٹھکانے کو اور اُس کے عارضی ٹھکانے کو
كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ①	یہ سب کچھ واضح کتاب میں ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی کمال رزاقیت کی شان اور وسعتِ علم کا بیان ہے۔ صرف انسانوں کا نہیں بلکہ زمین پر چلنے والے تمام جان داروں یہاں تک کہ کیڑے مکوڑوں اور چیونٹیوں کا رزق بھی اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ اُس کے علم میں ہے کہ ہر مخلوق کا مستقل ٹھکانا کہاں ہے اور وہ اس وقت عارضی طور پر کہاں ہے۔ پھر وہ ہر مخلوق کے حال سے ہر وقت واقف ہے اور اُس کی ضروریات پوری کرنے کا انتظام فرما رہا ہے۔ یہاں تک کہ اُس کا رزق بھی اُسے اُس کے مقام پر پہنچاتا ہے۔ وہ زمین سے تمام مخلوقات کی ضروریات پوری فرما رہا ہے۔ وہ جتنی بھی مخلوقات پیدا فرماتا ہے تو اُس کے مطابق زمین بھی اپنے نئے سے نئے خزانے اگلتی جاتی ہے۔

آیات ۷ تا ۸

آسمانوں اور زمین کی تخلیق کا مقصد

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ	اور وہی ہے (اللہ) جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو چھ
---	---

دنوں میں	وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ
اور تھا اُس کا عرش پانی پر	لِيَبْلُوكُمْ اَيْكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا
تاکہ وہ آزمائے تمہیں کہ تم میں سے کون بہتر ہے عمل میں	وَلَيْنُقُلَّتْ اِنَّكُمْ مَبْعُوْتُونَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ
اور اگر (اے نبی!) آپ کہیں کہ بے شک تم اٹھائے جانے والے ہو موت کے بعد	لَيَقُولَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
تو ضرور کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا	اِنَّ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۶
نہیں ہے یہ مگر ایک واضح جادو۔	وَلَيْنُ اٰخَرْنَا عَنْهُمْ الْعَذَابَ اِلٰى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ
اور اگر ہم ٹال دیں اُن سے عذاب کو ایک معینہ مدت تک	لَيَقُولَنَّ مَا يَحْسِبُهُ
تو وہ ضرور کہیں گے کیا چیز روک رہی ہے اُسے	اِلَّا يَوْمَ يَاتِيهِمْ
سنو! جس روز وہ آئے گا اُن پر	لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ
تو نہیں ہوگا ٹالا جانے والا اُن سے	وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوْا بِهِ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۷
اور کھیر لے گا انہیں وہ عذاب جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔	

۱۸

ان آیات میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی کائنات محض چھ مراحل میں تخلیق کی۔ کائنات میں ایک دور ایسا بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ کا تخت حکومت پانی پر تھا۔ اس بات سے کائنات کی تخلیق کے حوالے سے حسب ذیل تصور کو تقویت ملتی ہے :

i. اللہ تعالیٰ نے کلمہ کن کہا اور ایک ٹھنڈا نور وجود میں آیا جس سے انسانوں کی ارواح اور فرشتوں کو بنایا گیا۔ ان ارواح

سے اللہ تعالیٰ نے عہدِ است لیا۔

ii. اللہ تعالیٰ نے دوبارہ کلمہ گن کہا جس سے بڑے بڑے آتش کُرے وجود میں آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس وقت آگ سے جنات کو تخلیق کیا۔

iii. زمین بھی ایک آتش کُرہ کی صورت میں تھی جو رفتہ رفتہ ٹھنڈی ہوئی۔ اس سے بخارات اڑ کر اوپر گئے اور بعد ازاں منجمد ہو کر زمین پر بارش کی طرح بر سے۔ اب زمین پر پانی ہی پانی تھا اور اُس وقت اسی پانی پر اللہ تعالیٰ کا اقتدار تھا۔

iv. گرم زمین پانی کی وجہ سے ٹھنڈی ہو کر سکڑتی چلی گئی۔ اس سے کہیں نشیب اور کہیں فراز وجود میں آئے۔ نشیب سمندر بن گئے اور فراز خشکی۔ جہاں خشکی و سمندر ملے، وہیں وہ گارا وجود میں آیا جس سے اللہ تعالیٰ نے پہلے انسان یعنی حضرت آدمؑ کا جسدِ خاکی بنایا۔

ان آیات میں مزید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا اس لیے بنائی ہے تاکہ وہ انسانوں کا امتحان لے کہ اُن میں سے کون عمل کے اعتبار سے اچھا ہے؟ روزِ قیامت تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا تاکہ امتحان کا نتیجہ سنایا جائے اور نتیجہ کے مطابق جزا و سزا دی جائے۔ کافر انسانوں کے دوبارہ جی اٹھنے کی حقیقت کو جادو قرار دے کر جھٹلا رہے ہیں۔ اب اگر اُن کو اس جھٹلانے پر فوراً سزا نہیں دی جاتی تو طنزاً پوچھتے ہیں کہ ہم پر عذاب کیوں نہیں آ رہا؟ وہ جان لیں کہ جس روز اُن پر عذاب آئے گا تو پھر اُس عذاب سے بچنا ممکن نہ ہوگا۔

آیات ۹ تا ۱۱

کم ظرف انسان کا رویہ

وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً	اور اگر ہم چکھائیں انسان کو اپنی طرف سے رحمت
ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ	پھر ہم چھین لیں اُس رحمت کو اُس سے
إِنَّهُ لَكَايُوسٌ كَفُورٌ ①	بے شک وہ ہوتا ہے یقیناً نہایت مایوس، بہت ناشکرا۔

اور اگر ہم چکھاتے ہیں اُسے کوئی نعمت اُس تکلیف کے بعد جو پہنچی اُسے	وَلَيْنِ اَذْقَنَهُ نَعْمَاءً بَعْدَ ضَرَاءٍ مَسْتَه
تو وہ ضرور کہے گا دور ہو گئیں سب تکلیفیں مجھ سے	لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتُ عَنِّي
بے شک وہ ہوتا ہے یقیناً بہت اترانے والا، خوب بڑائی کرنے والا۔	اِنَّهُ لَفَرِحٌ فَخُورٌ ۝۱۰
سوائے اُن لوگوں کے جنہوں نے صبر کیا	اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا
اور عمل کیے اچھے	وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے بخشش اور بہت بڑا اجر ہے۔	اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۱۱

یہ آیات ایک غیر تربیت یافتہ کم ظرف انسان کے رویہ سے آگاہ کر رہی ہیں۔ اُسے اگر کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو بالکل مایوس ہو جاتا ہے اور لمبے چوڑے شکوے کرتا ہے۔ اس کے برعکس اگر اللہ تعالیٰ اُسے کوئی بھلائی عطا فرمادے تو اتراتا ہے اور اپنی بڑائیاں کرتا ہے۔ گویا دونوں حالتوں میں خود کو قابو میں نہیں رکھ سکتا۔ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ وہ ہے جو مشکل یا سازگار دونوں طرح کے حالات میں خود کو تھامے رکھتا ہے۔ تکالیف پر صبر اور بھلائیوں پر شکر کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کے گناہ اللہ تعالیٰ بخش دے گا اور انہیں اُن کی بھلائیوں پر بہت بڑے اجر سے نوازے گا۔

آیات ۱۲ تا ۱۴

حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول اور قرآن اللہ کا کلام ہے

پھر اے نبی! شاید آپ چھوڑ دینے والے ہیں کچھ حصہ اُس کا جو وحی کیا جاتا ہے آپ کی طرف	فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحٰى اِلَيْكَ
--	--

وَصَٰلِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ	اور تنگ ہونے والا ہے اس کی وجہ سے آپ کا سینہ
اَنْ يَقُولُوْا لَوْ لَا اَنْزَلَ عَلَیْهِ كِتٰبٌ	کہ کافر یہ کہیں گے کہ کیوں نہ اتارا گیا اُن پر خزائنہ؟
اَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلٰٓئِكٌ	یا کیوں نہ آیا اُن کے ساتھ کوئی فرشتہ؟
اِنَّمَا اَنْتَ نَذِیْرٌ	بے شک آپ تو صرف خبردارنے والے ہیں
وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ ﴿۱۱﴾	اور اللہ پر ہر چیز پر نگران ہے۔
اَمْ یَقُوْلُوْنَ اِفْتَرٰہُ	کیا وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے گھڑ لیا ہے اسے؟
قُلْ فَاتُوْا بِعَشْرِ سُوْرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرٰتٍ	اے نبی! فرمائیے لے آؤ دس سورتیں اس جیسی گھڑی ہوئی
وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اور بلا لو جن کو تم بلا سکتے ہو اللہ کے سوا
اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۲﴾	اگر تم سچے ہو۔
فَاَلَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ	پس اگر وہ نہ قبول کر سکیں تمہاری دعوت
فَاعْلَمُوْا اَنْہَا اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ	تو جان لو کہ بے شک قرآن نازل کیا گیا ہے اللہ کے علم کی بنیاد پر
وَ اَنْ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ	اور یہ کہ نہیں کوئی معبود سوائے اُس کے
فَہَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳﴾	کیا تم فرماں برداری کرنے والے ہو؟۔

ان آیات میں کافروں کے تین مطالبات اور ایک بہتان کا ذکر ہے۔ اُن کا پہلا مطالبہ یہ تھا کہ قرآن سے ایسی آیات کو نکال دیا جائے جن میں ہمارے معبودوں کی نفی کی گئی ہے۔ دوسرا مطالبہ یہ تھا کہ اگر محمد ﷺ واقعی اللہ کے رسول ہیں تو انہیں کوئی خزائنہ دے

دیا جائے تاکہ وہ شاہانہ زندگی بسر کرتے ہوئے نظر آئیں۔ تیسرا مطالبہ یہ تھا کہ کوئی فرشتہ اُن کے ساتھ اُن کی حفاظت اور اظہارِ عظمت کے لیے نازل ہو۔ ارشاد ہوا کہ اے نبی ﷺ! اُن کے مطالبات سے غمگین نہ ہوں اور حق کی تبلیغ کا مشن جاری رکھیے۔ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ ﷺ کا کام اُن تک حق پہنچانا ہے، اُن سے حق منوانا نہیں۔ کافر یہ بہتان لگاتے تھے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا نہیں محمد ﷺ کا بنایا ہوا کلام ہے۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے چیلنج دیا کہ مقابلہ میں قرآن جیسی دس سورتیں لے آؤ۔ اللہ کے رسول ﷺ کو تسلی دی گئی کہ اگر کافر یہ چیلنج قبول نہ کر سکیں تو ثابت ہو جائے گا کہ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اُس کے کامل علم کا مظہر ہے۔ کوئی انسان اللہ تعالیٰ کے کلام جیسا کلام کبھی بھی نہیں پیش کر سکتا۔ لہذا اللہ تعالیٰ ہی معبودِ حقیقی ہے۔ بہتری اسی میں ہے کہ اُس کے احکامات کے سامنے گردن جھکا دی جائے۔

آیات ۱۵ تا ۱۶

طے کر لو دنیا کے طلب گار ہو یا آخرت کے

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا	جو کوئی چاہتا ہے دنیا کی زندگی اور اُس کی زینت
نُوفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالُهُمْ فِيهَا	ہم پورا پورا بدلہ دے دیتے ہیں انہیں اُن کے اعمال کا اس دنیا میں
وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ﴿١٥﴾	اور انہیں اس دنیا میں نقصان اٹھانا نہیں پڑے گا۔
أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ	یہی وہ لوگ ہیں کہ نہیں ہے ان کے لیے آخرت میں مگر آگ
وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا	اور برباد ہو گیا جو انہوں نے کیا اس دنیا میں
وَبُطِّلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾	اور بے کار ہے جو کچھ وہ کرتے رہے تھے۔

ان آیات میں دنیا پرستی کی مذمت اور خباثت بیان کی گئی ہے۔ واضح کیا گیا کہ جو کوئی دنیا کا طلب گار ہوگا اُسے اُس کی نیکیوں کا صلہ دنیا میں دے دیا جائے گا۔ ایسے بدنصیب انسان کے لیے آخرت میں سوائے جہنم کی آگ کے اور کچھ نہیں ہوگا۔ اُنہوں نے دکھاوے کے لیے یا ایمان سے محرومی کے ساتھ یا اپنے ضمیر کو جھوٹی تسلیاں دینے کے لیے جو جزوی نیکیاں کی تھیں، وہ روزِ قیامت بے وزن ثابت ہوں گی اور اُن کی تمام کاوشیں برباد ہو جائیں گی۔

آیت ۷۱

قرآن مجید پر ایمان لانے والے ہی سلیم الفطرت ہیں

اَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ	تو کیا جو شخص ہو واضح دلیل پر اپنے رب کی طرف سے
وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ	اور اُس کے پیچھے آیا ہو ایک گواہ (قرآن) اللہ کی طرف سے
وَمِنْ قَبْلِهِ كَتَبَ مُوسَىٰ اِمَامًا وَرَحْمَةً	اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب تھی جو پیشوا اور رحمت تھی
اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ	ایسے ہی (واضح دلیل والے) لوگ ایمان لاتے ہیں اس قرآن پر
وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْاَحْزَابِ	اور جو انکار کرتا ہے اس کا مختلف گروہوں میں سے
فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ	تو (جہنم کی) آگ ہی اُس کے وعدے کی جگہ ہے
فَاَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ	تو نہ ہوں آپ کسی شک میں اس کے بارے میں
اِنَّهُ الْحَقُّ مِّن رَّبِّكَ	یقیناً وہ قرآن حق ہے آپ کے رب کی طرف سے

وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۱۷﴾	اور لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔
--	------------------------------------

اس آیت میں دعوت دی گئی کہ غور کرو ایک شخص سلیم الفطرت ہے جس کا باطن توحید کی گواہی دے رہا ہے۔ پھر قرآن نے آکر اُس کے باطن میں پوشیدہ حق پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ اسی حق کی تائید اس سے پہلے تورات بھی کر رہی تھی۔ کیا ایسے سلیم الفطرت لوگ قرآن حکیم کی تعلیمات کا انکار کر سکتے ہیں؟ ہر گز نہیں۔ ان سلیم الفطرت ہستیوں میں سب سے اعلیٰ مثال نبی اکرم ﷺ کی ہے۔ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ ولادت سے لے کر ظہور نبوت تک انتہائی پاکیزہ تھی۔ آپ ﷺ پر نبوت کے ظہور اور قرآن حکیم کے نزول نے آپ ﷺ کے کردار کی سچائی پر مضبوط گواہی قائم کر دی۔ قرآن حکیم سے پہلے رحمت بھرے احکام شریعت تورات میں تھے۔ اب یہ رحمت قرآن حکیم کی صورت میں برسی ہے۔ یہ ایسی یقینی حقیقت ہے جس پر شک کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ سلیم الفطرت لوگ اس قرآن پر ایمان لا کر رسالت محمد ﷺ کے برحق ہونے کی گواہی دیں گے۔ البتہ لوگوں کی اکثریت ایمان لانے سے محروم رہے گی اور جہنم کی آگ کا نوالہ بنے گی۔

آیات ۱۸ تا ۲۲

سب سے بڑے ظالم اور بدنصیب لوگ

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا	اور کون زیادہ ظالم ہے اُس سے جو گھڑتا ہے اللہ پر جھوٹ؟
أُولَٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ	یہ لوگ پیش کیے جائیں گے اپنے رب کے سامنے
وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ	اور کہیں گے گواہ
هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ	یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے جھوٹ بولا تھا اپنے رب پر
أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿۱۸﴾	سن لو! اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر۔

وَالَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ	وہ لوگ جو روکتے ہیں اللہ کی راہ سے
وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا	اور تلاش کرتے ہیں اُس میں ٹیڑھ
وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ۱۹	اور وہی آخرت کا انکار کرنے والے بھی ہیں۔
أُولَٰئِكَ لَمْ يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ	یہ لوگ نہیں تھے بے بس کرنے والے (اللہ کو) زمین میں
وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ	اور نہیں ہے اُن کے لیے اللہ کے سوا کوئی حمایتی
يُضَعِفُ لَهُمْ الْعَذَابُ	دگنا کیا جائے گا اُن کے لیے عذاب
مَا كَانُوا يَسْتَطِيعُونَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوا يُبْصِرُونَ ۲۰	نہ وہ توفیق رکھتے تھے سننے کی اور نہ وہ دیکھا کرتے تھے۔
أُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ	یہی وہ ہیں جنہوں نے خسارے میں ڈالا اپنے آپ کو
وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۲۱	اور کھو گیا اُن سے وہ سب جو وہ جھوٹ گھڑا کرتے تھے۔
لَا جَرَمَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْآخَسَرُونَ ۲۲	کوئی شک نہیں کہ بلاشبہ وہی ہوں گے آخرت میں سب سے زیادہ خسارے میں جانے والے۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ سب سے بڑا ظالم گروہ ایسے مجرموں کا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ جھوٹی بات منسوب کرتے ہیں کہ اُس کے کچھ شریک ہیں۔ روزِ قیامت کئی گواہ اُن کے اس ظلم کے خلاف گواہی دیں گے۔ پھر اُن ظالموں پر اس لیے اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوگی کہ وہ نہ صرف خود مشرک تھے بلکہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور اُس کی عطا کردہ تعلیمات پر اعتراضات کرتے تھے۔ اب کوئی اُن کی مدد کے لیے نہیں آئے گا۔ اُن کے لیے عذاب مسلسل بڑھایا جائے گا۔ یہ وہ بدنصیب ہیں جو دنیا میں

حق سننے کے لیے تیار ہی نہ تھے۔ نہ ہی وہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نشانیاں دیکھ کر عبرت حاصل کرتے تھے۔ اب انہیں آخرت میں بدترین خسارے سے دوچار ہونا پڑے گا۔

آیت ۲۳

سعادت مند لوگ

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا	بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ	اور انہوں نے عمل کیے اچھے
وَاخْتَبَتُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ	اور عاجزی اختیار کی اپنے رب کی طرف
أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ	وہی جنت والے ہیں
هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٣﴾	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

اس آیت میں ارشاد ہوا کہ سعادت مند لوگ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے کلام اور اُس کے رسول ﷺ پر ایمان لائیں، اچھے اعمال کریں اور زندگی کے جملہ معاملات میں اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے عاجزی کے ساتھ سر تسلیم خم کر دیں۔ یہ وہ خوش نصیب ہیں جو ہمیشہ ہمیش جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان میں شامل فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۴

بد نصیبوں اور خوش نصیبوں کی مثال

مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ	مثال دونوں فریقوں کی ایسے ہے
كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ	جیسے ایک اندھا اور بہرا اور دوسرا دیکھنے والا اور سننے والا

ع ۲

ہَلْ يَسْتَوِينَ مَثَلًا	کیا یہ دونوں برابر ہیں مثال میں؟
أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٢٦﴾	تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟

یہ آیت اعلان کر رہی ہے کہ شرک کرنے والے بد نصیب لوگ درحقیقت اندھے اور بہرے ہیں۔ نہ وہ کائنات میں ہر طرف اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں کو دیکھ رہے ہیں کہ اُن سے معرفت الہی حاصل کریں اور نہ ہی کسی حق کے داعی کی پکار سن رہے ہیں کہ اُسے قبول کر کے سیدھی راہ پر آجائیں۔ ان کے مقابلے میں نیکیاں کرنے والے مومن وہ خوش نصیب لوگ ہیں جو دیکھنے اور سننے والے ہیں۔ وہ مظاہر قدرت کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی توحید کی معرفت سے سرشار ہو رہے ہیں اور حق کی پکار کو سن کر لبیک کہتے ہوئے اپنا کردار سنوار رہے ہیں۔ آیت کے آخر میں پوچھا گیا کہ اے لوگو! کیا یہ دونوں طرح کے لوگ برابر ہو سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر تم نصیحت حاصل کیوں نہیں کرتے؟

آیات ۲۵ تا ۲۷

حضرت نوحؑ کی دعوت اور سردارانِ قوم کا جواب

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ	اور یقیناً ہم نے بھیجا نوحؑ کو اُن کی قوم کی طرف
إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٢٥﴾	(اُنہوں نے فرمایا) بے شک میں تمہارے لیے صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں۔
أَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ	کہ تم عبادت نہ کرو مگر اللہ ہی کی
إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ إِلَيْهِ	بے شک میں ڈرتا ہوں تم پر ایک دردناک دن کے عذاب سے۔

فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ	تو کہنے لگے سردار جنہوں نے کفر کیا تھا اُن کی قوم میں سے
مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِثْلَنَا	(اے نوح!) ہم نہیں دیکھتے تمہیں مگر انسان اپنے جیسا
وَمَا نَرَاكَ اتَّبَعَكَ	اور ہم نہیں دیکھتے تمہیں کہ پیروی کرتے ہوں تمہاری
إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَادُوا بِآدَمِ الرَّأْيِ	مگر وہ لوگ جو ہم میں حقیر ہیں سرسری رائے میں
وَمَا نَرَى لَكُمْ عَلَيْكَ مِنْ فَضْلٍ	اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہیں ہم پر کوئی فضیلت ہے
بَلْ نُنَظُّكُمْ كَذِبِينَ ﴿٣٥﴾	بلکہ ہم تو خیال کرتے ہیں تم لوگوں کو جھوٹا۔

ان آیات میں حضرت نوحؑ کی اپنی قوم کے لیے دعوت اور سردار ان قوم کی طرف سے دعوت کے جواب کا ذکر ہے۔ حضرت نوحؑ نے قوم کو توحید پر ایمان لانے اور اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کرنے کی دعوت دی۔ سردار ان قوم نے حقارت سے اس دعوت کو ٹھکرا دیا اور طنز کیا کہ نوحؑ ہماری طرح کے ایک انسان ہیں اور اُن کا ساتھ دینے والے ہمارے معاشرہ کے مفلس اور گھٹیا لوگ ہیں۔ اُن میں کوئی ایسی خاص خوبی نہیں کہ ہم انہیں افضل سمجھ کر اُن کی طرح ایمان لے آئیں۔ ہر زمانے میں تکبر کرنے والے دولت کے پجاریوں نے اسی طرح رسولوںؑ کی بشریت اور اُن کے ساتھیوں کی غربت پر اعتراضات کیے۔ اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ انسانوں کے لیے نمونہ انسان ہی بن سکتا ہے اور اہمیت انسانوں کے سیرت و کردار کی ہے نہ کہ اُن کے پاس موجود مال و دولت کی۔

آیات ۲۸ تا ۳۱

حضرت نوحؑ کی تبلیغ و ضاحت

قَالَ يَقَوْمُ	فرمایا نوحؑ نے اے میری قوم!
أَدْعِيكُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي	یا تم نے دیکھا ہے کہ اگر میں ہوں ایک واضح دلیل پر

اپنے رب کی طرف سے	
اور اُس نے دی ہے مجھے رحمت اپنے پاس سے	وَإِنِّي رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِي
پھر وہ پوشیدہ کر دی گئی ہے تم پر	فَعَبَّيْتُ عَلَيْكُمْ
کیا ہم جبراً مسلط کر دیں تم پر اُسے جبکہ تم اُسے ناپسند کرنے والے ہو۔	أَنزَلْنَاهُ مَكْبُوهًا ۖ إِنَّكُمْ لَهَا كِرْهُونَ ﴿٣٨﴾
اور اے میری قوم!	وَيَقُومِ
میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کوئی مال	لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا
نہیں ہے میرا اجر مگر اللہ پر	إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ
اور نہیں ہوں میں ہر گز دور ہٹانے والا اُن لوگوں کو جو ایمان لائے	وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الَّذِينَ آمَنُوا
بے شک وہ ملنے والے ہیں اپنے رب سے	إِنَّهُمْ مُّلقُوا رَبَّهُمْ
اور لیکن میں دیکھتا ہوں تمہیں ایسی قوم کہ تم جہالت کر رہے ہو۔	وَلَكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ﴿٣٩﴾
اور اے میری قوم!	وَيَقُومِ
کون مدد کرے گا میری اللہ کے مقابلہ میں اگر میں دور ہٹا دوں انہیں؟	مَنْ يُّنصِرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنْ طَرَدْتُهُمْ
تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟	أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٤٠﴾

وَلَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ	میں نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں
وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبُ	اور نہ میں کل غیب جانتا ہوں
وَلَا أَقُولُ إِنَّي مَلَكٌ	اور نہ ہی کہتا ہوں کہ بے شک میں فرشتہ ہوں
وَلَا أَقُولُ لِلَّذِينَ تَزْدَرِي أَعْيُنُكُمْ	اور نہ ہی کہتا ہوں اُن سے جن کو حقیر دیکھتی ہیں تمہاری نگاہیں
لَنْ يُؤْتِيَهُمُ اللَّهُ خَيْرًا	کہ ہر گز نہیں دے گا انہیں اللہ کوئی بھلائی
اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا فِي أَنْفُسِهِمْ	اللہ بہتر جانتا ہے جو اُن کے دلوں میں ہے
إِنِّي إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِينَ ﴿٣١﴾	بے شک میں تو اُس وقت یقیناً ہو جاؤں گا ظالموں میں سے۔

حضرت نوحؑ نے مخالفت کرنے والے سردارانِ قوم کو جواب دیا کہ دیکھو میں نے تمہارے درمیان ایک پاکیزہ زندگی بسر کی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت کے لیے پسند فرمالیا۔ میری دعوت بے لوث ہے۔ میں نے تم سے اس پر کوئی نذرانہ یا معاوضہ طلب نہیں کیا۔ میں نے کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ میں انسان نہیں بلکہ کوئی فوق الفطرت مخلوق ہوں یا میرے اختیار میں دنیا کے خزانے ہیں۔ میں نے صرف یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ جو لوگ مجھ پر ایمان لائے ہیں، معاشی یا معاشرتی اعتبار سے اُن کی کیا حیثیت ہے، مجھے اس سے کوئی غرض نہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں وہ انتہائی بلند مقام کے حامل ہیں۔ اگر میں تمہاری خواہش کے مطابق انہیں اپنے پاس سے دور کر دوں تو مجھے اللہ تعالیٰ کی سزا سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔

آیات ۳۲ تا ۳۵

قوم کا حضرت نوحؑ سے عذاب لانے کا مطالبہ

قَالُوا يَنْوُحُ قَدْ جَدَلْتَنَا	کہنے لگے (سردارانِ قوم) اے نوحؑ! بلاشبہ تم نے جھگڑا کیا ہے ہم سے
فَاكْثَرْتَ جَدَالَنَا	پھر تم نے بہت ہی کیا جھگڑا ہم سے
فَاتِنَا بِمَا تَعِدُنَا	تو لے آؤ ہم پر وہ عذاب جس کی تم دھمکی دیتے ہو ہمیں
اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۳۲	اگر تم سچے ہو۔
قَالَ اِنَّمَا يَتَّبِعُكُمْ بِهٖ اللّٰهُ اِنْ شَاءَ	فرمایا نوحؑ نے بے شک لائے گا تم پر اُسے صرف اللہ ہی اگر چاہے گا
وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝۳۳	اور نہیں ہو تم بے بس کرنے والے (اللہ کو)۔
وَلَا يَنْفَعُكُمْ نَصِيحٰی	اور نہیں فائدہ دے گی تمہیں میری خیر خواہی
اِنْ اَرَدْتُ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ	اگرچہ میں چاہوں کہ خیر خواہی کروں تمہاری
اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُغْوِيَكُمْ	اگر اللہ چاہتا ہو کہ وہ گمراہ کرے تمہیں
هُوَ رَبُّكُمْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۳۴	وہی تمہارا رب ہے اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جاگے۔
اَمْ يَقُولُوْنَ افْتَرٰهُ	کیا وہ (مشرکین مکہ) کہتے ہیں کہ اُنہوں نے خود گھڑ لیا ہے قرآن

اے نبی! فرمائیے اگر میں نے خود گھڑا ہے اُسے	قُلْ اِنْ اِفْتَرَيْتُكُمَا
تو میرے ہی ذمہ ہے میرا جرم	فَعَلَيْ اِجْرَامِي
اور میں بری ہوں اُس سے جو تم جرم کرتے ہو۔	وَ اَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۱۶﴾

ان آیات میں بیان کیا گیا کہ سردارانِ قوم نے حضرت نوحؑ کی دعوت کو قبول کرنے کی بجائے اُن سے مطالبہ کیا کہ ہم پر عذاب لے آؤ۔ حضرت نوحؑ نے جواب دیا کہ عذاب تو اللہ تعالیٰ ہی لے کر آئے گا اور تم اُس عذاب سے بچ نہ سکو گے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں برباد کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو پھر میری خیر خواہی اور نصیحت تمہیں عذاب سے نہیں بچا سکتی۔ مشرکین مکہ نے سمجھ لیا کہ یہ تو ہمارا ہی طرزِ عمل ہے جو حضرت نوحؑ کی قوم کے سرداروں کا نام لے کر پیش کیا جا رہا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ ان واقعات سے عبرت حاصل کرتے مگر اپنی اصلاح کی بجائے انہوں نے الزام لگا دیا کہ یہ باتیں جھوٹ ہیں جو گھڑ لی گئی ہیں۔ انہیں آگاہ کر دیا گیا کہ بالفرض اگر نبی اکرم ﷺ نے یہ واقعات خود سے بنالیے ہیں تو اُس کی ذمہ داری اُن پر ہے لیکن کان کھول کر سن لو کہ تم جو بہتان لگا رہے ہو تو اُس کی سزا پھر تمہیں ہی بھگتنا پڑے گی۔

آیات ۳۶ تا ۳۹

اہل حق کا مذاق اڑانے والوں کا انجام

اور وحی کی گئی نوحؑ کی طرف	وَاَوْحِيَ اِلٰی نُوْحٍ
بے شک کوئی بھی ہر گز ایمان نہیں لائے گا آپؑ کی قوم میں سے	اِنَّهُ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ
سوائے اُس کے جو ایمان لا چکا	اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ
تو نہ ہوں آپؑ غمگین اُس پر جو وہ کرتے رہے ہیں۔	فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُوْنَ ﴿۱۷﴾

اور بنائیے کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے	وَأَصْنَعُ الْفُلَكَ بِأَعْيُنِنَا
اور ہماری وحی کے مطابق	وَوَحِينَا
اور نہ بات کیجیے مجھ سے اُن لوگوں کے بارے میں جنہوں نے ظلم کیا	وَلَا تُخَاطِبُنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا
بے شک وہ غرق کیے جانے والے ہیں۔	إِنَّهُمْ مُّغْرَقُونَ ﴿٣٢﴾
اور وہ بناتے رہے کشتی	وَيَصْنَعُ الْفُلَكَ
اور جب کبھی گزرتے اُن کے پاس سے کچھ سردار اُن کی قوم سے	وَكَلَّهَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِنْ قَوْمِهِ
مذاق کرتے اُن سے	سَخِرُوا مِنْهُ
فرماتے نوخ اگر تم مذاق کرتے ہو ہم سے	قَالَ إِنْ تَسْخَرُوا مِنَّا
تو بے شک ہم بھی مذاق کریں گے تم سے	فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ
جیسے تم مذاق کر رہے ہو۔	كَمَا تَسْخَرُونَ ﴿٣٣﴾
تو جلد ہی تم لوگ جان لو گے	فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ
کون ہے آتا ہے جس پر ایسا عذاب جو رسوا کر دے گا اُسے	مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ
اور اترے گا جس پر دائمی عذاب۔	وَيَجْلُ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٣٤﴾

طویل عرصہ کی تبلیغ کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو آگاہ کر دیا کہ اب آپؑ کی قوم میں سے مزید کوئی ایمان نہ لائے گا۔ وقت آگیا ہے کہ زمین کو کافروں کی گندگی سے پاک کر دیا جائے۔ آپؑ ہماری رہ نمائی اور نگرانی میں ایک کشتی بنائیے۔ حضرت نوحؑ کشتی بنارہے تھے اور کفار آپؑ کا مذاق اڑا رہے تھے کہ یہ خشکی میں چلانے کے لیے کشتی بنارہے ہیں۔ حضرت نوحؑ نے فرمایا کہ مذاق اڑالو، عن قریب ہم تمہارا مذاق اڑائیں گے۔ اب تم پر سواکن اور دائمی عذاب نازل ہونے ہی والا ہے۔

آیات ۴۰ تا ۴۱

قومِ نوحؑ پر عذاب کا آغاز

یہاں تک کہ جب آگیا ہمارا حکم	حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا
اور ابل پڑا تنور	وَفَارَ التَّنُورُ
تو ہم نے کہا (اے نوحؑ) سوار کر لو کشتی میں ہر جنس سے دونوں جوڑے (نر اور مادہ)	قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ
اور اپنے گھر والوں کو	وَأَهْلَكَ
سوائے اُس کے طے ہو گیا جس کے خلاف فیصلہ	إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ
اور (اُس کو بھی سوار کر لو) جو ایمان لایا	وَمَنْ أَمَنَ
اور نہیں ایمان لائے اُن کے ساتھ مگر تھوڑے سے لوگ۔	وَمَا أَمِنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ۝۴۰
اور فرمایا نوحؑ نے سوار ہو جاؤ اس میں	وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا
اللہ کے نام سے ہے اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا	بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا

بے شک میرا رب یقیناً بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔	إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۳۱﴾
--	-------------------------------------

حضرت نوحؑ کی قوم پر عذاب ایک طوفان کے ذریعہ آیا جس کی ابتدا ایک خاص تنور میں سے پانی کے ابلنے سے ہوئی۔ پھر موسلا دھار بارش شروع ہو گئی اور زمین میں جگہ جگہ سے چشمے پھوٹنے لگے۔ حضرت نوحؑ نے تمام اہل ایمان اور ہر مخلوق کا ایک جوڑا کشتی میں سوار کر لیا۔ اُن کے گھروالوں میں سے اُن کی بیوی اور ایک بیٹا کشتی میں سوار نہ ہوئے۔ حضرت نوحؑ نے مومنوں سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کشتی پر سوار ہو جاؤ۔ اس کشتی کا چلنا اور ٹھہرنا سب اللہ تعالیٰ کے اذن اور قدرت سے ہے۔ وہ مومنوں کی کوتاہیوں سے درگزر کرنے والا اور اُن پر بہت رحم فرمانے والا ہے، لہذا وہ اپنے فضل و کرم سے ہمیں بہ خیریت اتارے گا۔ یہ ہے مومنانہ طرزِ عمل کہ تدبیر کی جائے لیکن بھروسہ اپنی تدبیر پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ پر ہو۔

آیات ۴۲ تا ۴۴

قوم نوحؑ پر عذاب

اور کشتی چلنے لگی انہیں لے کر پہاڑوں جیسی موج میں	وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ
اور پکارا نوحؑ نے اپنے بیٹے کو	وَنَادَى نُوحٌ ابْنَهُ
اور وہ تھا کنارے پر	وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ
اے میرے بیٹے! سوار ہو جاؤ ہمارے ساتھ	يَبْنَىٰ اُرْكَبْ مَعَنَا
اور نہ شامل ہو کافروں کے ساتھ۔	وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ ﴿۳۲﴾
اُس نے کہا میں ابھی پناہ لے لیتا ہوں کسی پہاڑ کی	قَالَ سَاوِيَ إِلَىٰ جِبَلٍ
وہ بچالے گا مجھے پانی سے	يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ

آیات ۴۵ تا ۴۹

بیٹے کے حق میں حضرت نوحؑ کی سفارش قبول نہیں کی گئی

وَنَادَى نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ	اور پکارا نوحؑ نے اپنے رب کو پھر عرض کی
رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي	اے میرے رب! بے شک میرا بیٹا میرے گھروالوں میں سے تھا
وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ	اور بلاشبہ تیرا وعدہ سچا ہے
وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَكَمِينَ ﴿٤٥﴾	اور تو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔
قَالَ يَنْوُحُ	فرمایا اللہ نے اے نوحؑ!
إِنَّكَ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ	بے شک وہ نہیں تیرے گھروالوں میں سے
إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ	بے شک وہ ایسے عمل والا ہے جو اچھا نہیں
فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ	پس نہ مانگو مجھ سے وہ، نہیں ہے تمہیں جس کا علم
إِنِّي أَخْضَعُكَ	بے شک میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں
أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٤٦﴾	کہ کہیں تم ہونہ جاؤ نادانوں میں سے۔
قَالَ رَبِّ	عرض کی نوحؑ نے اے میرے رب!
إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ	بے شک میں پناہ میں آتا ہوں آپ کی کہ میں مانگوں

آپ سے وہ، نہیں ہے جس کا مجھے علم	
اور اگر آپ نے نہیں بخشا مجھے	وَالَا تَغْفِرْ لِي
اور رحم نہیں کیا مجھ پر	وَتَرْحَمَنِي
میں ہو جاؤں گا خسارہ پانے والوں میں سے۔	اَكُنْ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۴۰﴾
کہا گیا اے نوح!	قِيلَ يٰنُوْحُ
(کشتی سے) اتر جائیے سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے	اٰهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا
اور برکتوں کے ساتھ جو آپ پر ہیں	وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ
اور ایسی جماعتوں پر جو اُن میں سے ہیں جو آپ کے ساتھ ہیں	وَعَلٰى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ
اور کئی جماعتیں ہیں کہ ابھی ہم فائدہ دیں گے انہیں	وَاُمَمٍ سَنُنٰتِعُهُمْ
پھر پہنچے گا انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب۔	ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۱﴾
یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے	تِلْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ
ہم وحی کر رہے ہیں جسے اے نبی آپ کی طرف	نُوحِيْهَا اِلَيْكَ
نہیں جانتے تھے اِسے آپ	مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا اَنْتَ
اور نہ ہی آپ کی قوم اِس سے پہلے	وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا

فَاَصْبِرْ	پس صبر کیجئے
إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ ۝	بے شک اچھا انجام پر ہیزگاروں کے لیے ہے۔

ان آیات میں حضرت نوحؑ کی اپنے بیٹے کے حق میں سفارش کا ذکر ہے۔ حضرت نوحؑ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی اے میرے رب! میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے تھا اور آپ نے میرے گھر والوں کو محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ بے شک آپ کا وعدہ برحق ہے۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نوحؑ! وہ تمہارے گھر والوں میں سے نہیں تھا، اس لیے کہ اُس کے اعمال غیر صالح تھے۔ حقیقت یہی ہے کہ فاسق و فاجر اولاد کا صالح والد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ بقول اقبال۔

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازر ہو

پھر پسر قابلِ میراثِ پدر کیوں کر ہو؟

حضرت نوحؑ نے بڑی عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اُس سفارش پر بخشش کی التجا کی جو انہوں نے غیر صالح بیٹے کے حق میں کی تھی۔ ۹۵۰ برس تک اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کرنے والے نوحؑ کی اپنے بیٹے کے حق میں سفارش اگر بارگاہِ خداوندی میں قبولیت حاصل نہیں کر سکی تو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ہماری اکثریت کے ذہن میں جو شفاعتِ باطلہ کے تصورات ہیں اُن کی کیا حقیقت ہے اور اُن کا کیا نتیجہ نکلے گا؟ آخر میں نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ یہ واقعات غیب کی خبروں میں سے ہیں جو آپ ﷺ کو سنائے جا رہے ہیں۔ آپ ﷺ حضرت نوحؑ کی طرح ڈٹے رہیں۔ دنیا میں کفار و فتنی طور پر آپ ﷺ کو دکھ دے رہے ہیں لیکن وہ انجامِ بد سے دوچار ہو کر رہیں گے اور آخرت میں تمام نعمتیں اور ابدی راحت و سکون آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو حاصل ہوگا۔

آیات ۵۰ تا ۵۲

اللہ تعالیٰ کی بندگی، توبہ اور استغفار کی برکات

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا	اور (بھیجا گیا) قومِ عاد کی طرف اُن کے بھائی ہودؑ کو
---------------------------------	--

اُنہوں نے فرمایا اے میری قوم! عبادت کرو اللہ کی	قَالَ يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ
نہیں تمہارے لیے کوئی معبود اُس کے سوا	مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهُ
نہیں ہو تم مگر جھوٹ گھڑنے والے۔	اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُونَ ﴿۵۱﴾
اے میری قوم! میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کوئی اجر	يَقَوْمِ لَا اَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا
نہیں ہے میرا اجر مگر اُس کے ذمہ جس نے مجھے پیدا کیا	اِنْ اَجْرِي اِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي
تو کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟	اَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۵۲﴾
اور اے میری قوم! بخشش مانگو اپنے رب سے	وَيَقَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ
پھر پلٹ آؤ اُسی کی طرف	ثُمَّ تَوْبُوا اِلَيْهِ
وہ بھیجے گا آسمان کو تم پر موسلا دھار برستا ہوا	يُرْسِلِ السَّيَّءَ عَلَيْكُمْ مَّدْرَارًا
اور بڑھائے گا تمہیں قوت میں تمہاری موجودہ قوت کے ساتھ	وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰی قُوَّتِكُمْ
اور رخ نہ پھیرو مجرم بنتے ہوئے۔	وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۳﴾

یہ آیات حضرت ہودؑ کی بے لوث دعوت بیان کر رہی ہیں۔ اُنہوں نے اپنی قوم یعنی قوم عاد کو دعوتِ توحید دی، اللہ تعالیٰ سے گناہوں پر بخشش مانگنے کی تلقین کی اور پھر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف پلٹنے کی ترغیب دی۔ اُنہیں بشارت دی کہ اگر تم نے میری دعوت قبول کی تو اللہ تعالیٰ تم پر اپنی نعمتوں اور برکتوں کے دروازے کھول دے گا۔ تم پر رحمتوں والی بارشیں برسائے گا جس سے تمہاری

زراعت ترقی کرے گی۔ تمہاری مالی، بدنی، افرادی غرض ہر قوت میں مزید قوت کا اضافہ کرے گا۔ گویا انبیاء کی دعوت پر لبیک کہنے سے صرف آخرت ہی نہیں سنورتی بلکہ دنیا میں بھی خوش حالی نصیب ہوتی ہے۔

آیات ۵۳ تا ۵۷

حضرت ہود کی اپنی قوم کے ساتھ کشمکش

قَالَ الْيَهُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ	قوم ہود نے کہا اے ہود! نہیں لائے تم ہمارے پاس کوئی واضح دلیل
وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِي آلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ	اور نہیں ہیں ہم چھوڑنے والے اپنے معبودوں کو تمہارے کہنے سے
وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿٥٦﴾	اور ہم نہیں ہیں تمہاری بات ماننے والے۔
إِنْ نَقُولُ إِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ آلِهَتِنَا بِسُوءٍ	ہم نہیں کہتے مگر یہی کہ تمہیں پاگل کر دیا ہے ہمارے بعض معبودوں نے بری طرح سے
قَالَ إِنِّي أَشْهَدُ اللَّهَ	فرمایا ہود نے بے شک میں گواہ بناتا ہوں اللہ کو
وَأَشْهَدُ أَنَّ بَرِّئًا مِمَّا تَشْرِكُونَ ﴿٥٧﴾	اور تم بھی گواہ رہو کہ بے شک میں بے زار ہوں اُن سے جن کو تم شریک کرتے ہو اللہ کے سوا
فَكَيْدٌ وَنِيَّابِيعًا	پس تم تدبیر کر لو میرے خلاف سب مل کر
ثُمَّ لَا تَنْظُرُونَ ﴿٥٨﴾	پھر مہلت نہ دو مجھے۔

بلاشبہ میں نے بھروسہ کر لیا ہے اللہ پر جو میرا رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے	إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رَبِّي وَرَبِّكُمْ
کوئی جان دار نہیں مگر اللہ نے پکڑا ہوا ہے اُسے پیشانی کے بالوں سے	مَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا
بے شک میرا رب ملے گا سیدھی راہ پر۔	إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۵۶﴾
پھر اگر تم رخ پھیر لو	فَإِنْ تَوَلَّوْا
تو یقیناً میں نے تو پہنچا دیا ہے تمہیں وہ پیغام مجھے بھیجا گیا ہے جس کے ساتھ تمہاری طرف	فَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ مَّا أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ
اور جان نشین بنا دے گا میرا رب کسی اور قوم کو تمہارے سوا	وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا غَيْرَكُمْ
اور تم نہ بگاڑ سکو گے اُس کا کچھ بھی	وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا
بے شک میرا رب ہر چیز پر خوب نگران ہے۔	إِنَّ رَبِّي عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿۵۷﴾

ان آیات میں حضرت ہودؑ کی اپنی قوم کے ساتھ کشمکش کا بیان ہے۔ قوم نے آپؑ کی دعوت جھٹلا دی اور کہا کہ شاید ہمارے کسی معبود نے آپؑ پر برے اثرات ڈال دیے ہیں۔ حضرت ہودؑ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تمہارے معبود میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ میرا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہے۔ ہر مخلوق ہر وقت اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں اور اُس کا نفع و نقصان صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ میں نے تم کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ اگر تم نے یہ پیغام قبول نہ کیا تو اللہ تعالیٰ تمہیں برباد کر دے گا۔ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو دنیا میں خلافت دے گا اور تم اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔

آیات ۵۸ تا ۶۰

قوم عاد پر اللہ تعالیٰ کا عذاب

وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا	اور جب آیا ہمارا حکم
نَجَّيْنَا هُودًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا	ہم نے نجات دی ہود کو اور اُن کو جو ایمان لائے اُس کے ساتھ اپنی طرف سے رحمت کے ساتھ
وَنَجَّيْنَاهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ۝۵۸	اور ہم نے نجات دی انہیں بہت سخت عذاب سے۔
وَتِلْكَ عَادٌ جَحَدُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ	اور یہ قوم عاد تھی جنہوں نے انکار کیا اپنے رب کی آیات کا
وَعَصَوْا رُسُلَهُ	اور جنہوں نے نافرمانی کی اُس کے رسولوں کی
وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ۝۵۹	اور انہوں نے پیروی کی ہر سرکش، دشمن حق کے حکم کی
وَأُتْبِعُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً	اور اُن کے پیچھے لگا دی گئی اس دنیا میں لعنت
وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ	اور قیامت کے دن بھی
إِلَّا إِنَّ عَادًا كَفَرُوا رَبَّهُمْ	سن لو! بے شک عاد نے کفر کیا اپنے رب کا
إِلَّا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُودٍ ۝۶۰	سن لو! بربادی ہے عاد کے لیے جو ہود کی قوم تھی۔

ان آیات میں قوم عاد پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود اور اہل ایمان کو محفوظ رکھا اور ایک تیز و تند ہوا کے ذریعہ بقیہ قوم کو اٹھا کر بچ دیا۔ وہ اس طرح مٹا دیے گئے جیسے کبھی وہاں آباد ہی نہ تھے۔ قوم عاد کو رسولوں کی نافرمانی اور حق کے دشمن

سرکش سرداروں کی پیروی کی عبرت ناک سزا ملی۔ دنیا و آخرت میں لعنت اور پھٹکار ہی اُن کا نصیب ٹھہری۔ بلاشبہ نافرمان قوموں کا انجام بہت ہی برا ہوا۔

آیات ۶۱ تا ۶۲

حضرت صالحؑ کی دعوت اور قوم کا جواب

وَإِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا	اور (بھجایا) قوم ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالحؑ کو
قَالَ يَاقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ	اُنہوں نے فرمایا اے میری قوم! عبادت کرو اللہ کی
مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ	نہیں تمہارے لیے کوئی معبود اُس کے سوا
هُوَ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ	اُسی نے پیدا کیا تمہیں زمین سے
وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا	اور آباد کیا تمہیں اُس میں
فَاسْتَغْفِرُوهُ	سو بخشش مانگو اُسی سے
ثُمَّ تَوْبُوا إِلَيْهِ	پھر پلٹ آؤ اُسی کی طرف
إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُجِيبٌ ۝۱۱	بے شک میرا رب بہت قریب ہے، دعائیں قبول فرمانے والا ہے۔
قَالُوا يَصْلِحْ قَدْ كُنْتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَذَا	قوم ثمود نے کہا اے صالحؑ! یقیناً تم تھے ہم میں امیدوں کا مرکز اس سے پہلے
اتَّهْنَأْنَا أَنْ نَعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا	کیا تم روکتے ہو ہمیں کہ ہم عبادت کریں اُن کی جن کی عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا؟

اور بلاشبہ ہم یقیناً ایسے شک میں ہیں اُس بات کے بارے میں، تم دعوت دیتے ہو ہمیں جس کی طرف، جو بے چین کرنے والا ہے۔	وَإِنَّا لَنَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ إِلَيْهِ مُرِيبٍ ۝۶۲
---	--

ان آیات میں حضرت صالحؑ کی دعوت اور قوم کی طرف سے جواب کا ذکر ہے۔ حضرت صالحؑ نے قوم کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے، اُس سے بخشش مانگنے اور اُس کی طرف پلٹنے کی تلقین کی۔ یقین دہانی کرائی کہ اللہ تعالیٰ قریب ہے اور دعائیں قبول فرمانے والا ہے لہذا کسی واسطے یا وسیلہ کی ضرورت نہیں ہے۔ قوم نے حضرت صالحؑ کی صداقت، دیانت اور پاکیزہ زندگی کا اعتراف کیا اور کہا کہ ہمیں تو امید تھی کہ آپ اپنے اعلیٰ اوصاف کے ذریعہ قوم کا نام روشن کریں گے۔ اس کے برعکس آپ نے اپنے آباء و اجداد کے عقائد اور تصورات ہی کی نفی کر دی ہے۔ قوم نے حضرت صالحؑ کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا اور شدت کے ساتھ اس دعوت کے بارے میں شکوک و شبہات کا اظہار کیا۔

آیات ۶۳ تا ۶۴

حضرت صالحؑ کی وضاحت

قَالَ يُقَوْمٍ	فرمایا صالحؑ نے اے میری قوم!
أَرَعَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّيْ	کیا تم نے دیکھا اگر میں ہوں ایک واضح دلیل پر اپنے رب کی طرف سے
وَإِنِّي مِّنْهُ رَحْمَةٌ	اور اُس نے دی ہے مجھے اپنی طرف سے رحمت
فَمَنْ يَنْصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنْ عَصَيْتُهُ	تو کون مدد کرے گا میری اللہ کے مقابلہ میں اگر میں نافرمانی کروں اُس کی
فَمَا تَزِيدُ وَنَنِي غَيْرَ تَخْسِيرٍ ۝۶۳	سو تم نہیں بڑھا رہے مجھے مگر نقصان پہنچانے میں۔

اور اے میری قوم! یہ اللہ کی اونٹنی ہے تمہارے لیے ایک نشانی	وَيَقُومُ هَذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً
پس چھوڑ دو اسے کھاتی پھرے اللہ کی زمین میں	فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ
اور نہ چھوٹا اسے برائی کے ساتھ	وَلَا تَمْسُوهَا بِسُوءٍ
ورنہ پکڑ لے گا تمہیں ایک قریبی عذاب۔	فَيَاخُذْكُمْ عَذَابٌ قَرِيبٌ ﴿٩٣﴾

حضرت صالحؑ نے اپنی قوم کو یاد دلایا کہ میں نے تمہارے درمیان ایک پاکیزہ زندگی بسر کی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت کے لیے پسند فرما کر مجھ پر اپنے احسانات کی بارش کر دی۔ کیا میں تمہاری امیدوں اور توقعات کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ احسان فراموشی کروں؟ اگر میں نے ایسا کیا تو مجھے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کون بچا سکے گا؟ قوم نے فرمائش کی کہ اگر پہاڑ سے زندہ اونٹنی برآمد کر دی جائے تو وہ ایمان لے آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ معجزہ ظاہر کر دیا۔ حضرت صالحؑ نے قوم سے کہا کہ معجزہ سے ظاہر ہونے والی اونٹنی اللہ تعالیٰ کی خاص نشانی ہے لہذا اس کے کھانے پینے میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالی جائے اور نہ ہی اُسے مار دینے کی نیت سے ہاتھ لگایا جائے۔ اگر تم نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ کا ایک قریبی عذاب تمہیں ہلاک کر دے گا۔

آیات ۶۵ تا ۶۸

قومِ شمود پر عذاب

پھر انہوں نے ٹانگیں کاٹ دیں اونٹنی کی	فَعَقَرُوهَا
تو فرمایا صالحؑ نے مزے کر لو اپنے گھروں میں تین دن تک	فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ
یہ وعدہ ہے جو جھوٹا نہ ہوگا	ذَلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ ﴿٩٥﴾

فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا	پھر جب آیا ہمارا حکم
نَجَّيْنَا صَالِحًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا	ہم نے نجات دی صالحؑ کو اور انہیں جو ایمان لائے اُن کے ساتھ اپنی طرف سے رحمت کے ساتھ
وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ	اور (بچالیا) اُس دن کی رسوائی سے
إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ﴿٦٦﴾	بے شک آپؐ کا رب ہی نہایت طاقتور، بہت زبردست ہے۔
وَآخِذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ	اور پکڑ لیا انہیں جنہوں نے ظلم کیا تھا ایک ہول ناک آواز نے
فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جُثَثٍ ﴿٦٧﴾	پس وہ ہو گئے اپنے گھروں میں اوندھے منہ گرے ہوئے۔
كَانَ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا	گویا وہ رہے ہی نہ تھے کبھی اُن گھروں میں
إِلَّا أَنْ تَمُودًا كَفَرُوا رَبَّهُمْ	سن لو! بے شک تمود نے کفر کیا اپنے رب کا
إِلَّا بَعْدَ لُتُمُودَ ۖ ﴿٦٨﴾	سن لو! بربادی ہے تمود کے لیے۔

ان آیات میں قومِ تمود پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا بیان ہے۔ قوم نے معجزہ کے ذریعہ ظاہر ہونے والی اونٹنی کو ہلاک کر دیا۔ اس جرم کے تین روز بعد زوردار زلزلہ نے سرکش قوم کو نیست و نابود کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت صالحؑ اور اہل ایمان زلزلہ آنے سے پہلے ہی وہاں سے ہجرت کر گئے۔ پیچھے رہ جانے والے کافر اپنے گھروں میں ہلاک ہو گئے اور اُن کی بستیاں ایسے ویران ہو گئیں جیسے یہاں کبھی کوئی انسانی آبادی تھی ہی نہیں۔ معبودِ حقیقی کو چھوڑ کر جن ہستیوں کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ رکھا تھا، وہ اُس مشکل وقت میں اُن کے کسی کام نہ آسکیں۔

آیات ۶۹ تا ۷۳

حضرت ابراہیمؑ کے لیے بیٹے اور پوتے کی بشارت

اور بلاشبہ آئے ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیمؑ کے پاس خوش خبری لے کر	وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى
انہوں نے کہا سلام	قَالُوْا سَلٰمًا
ابراہیمؑ نے بھی فرمایا سلام	قَالَ سَلٰمٌ
پھر آپؑ نے دیر نہ کی کہ لے آئے ایک نچھڑا بھنا ہوا۔	فَمَا لَبِثَ اَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِیْدٍ ۝۱۹
پھر جب آپؑ نے دیکھا کہ اُن کے ہاتھ نہیں بڑھ رہے کھانے کی طرف	فَلَمَّا رَاَ اٰیِدِيْهِمْ لَا تَصِلُ اِلَیْهِ
تو غیر سمجھا انہیں	نَكَرَهُمْ
اور دل میں محسوس کیا اُن سے خوف	وَ اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةً
فرشتوں نے کہا ڈریے نہیں	قَالُوْا لَا تَخَفْ
بے شک ہمیں بھیجا گیا ہے قومِ لوطؑ کی طرف۔	اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلٰی قَوْمِ لُوْطٍ ۝۲۰
اور آپؑ کی اہلیہ کھڑی تھیں سو وہ ہنس پڑیں	وَاَمْرَاَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ
تو ہم نے خوش خبری دی، انہیں اسحاقؑ کی	فَبَشِّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ
اور اسحاقؑ کے بعد یعقوبؑ کی۔	وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ ۝۲۱

قَالَتْ يَوَیْلَکَیْ	اُنہوں نے کہا ہائے حیرت!
ءَاۤلِیْدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ	کیا میں جنوں کی حالاں کہ میں بوڑھی ہوں
وَهٰذَا بَعْلٰی شَیْخًا	اور یہ میرے میاں بھی بوڑھے ہیں
اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ ﴿۷۲﴾	بے شک یہ یقیناً ایک عجیب چیز ہے۔
قَالُوْۤا اَتَعْبِیْنُ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ	فرشتے کہنے لگے کیا آپ تعجب کرتی ہیں اللہ کے حکم پر؟
رَحْمَتِ اللّٰهِ وَبَرَکَتُہٗ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ	رحمت ہے اللہ کی اور اُس کی برکتیں ہیں آپ پر اے ابراہیمؑ کے گھر والو!
اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ﴿۷۳﴾	بے شک اللہ بہت تعریف کیا گیا، بڑی شان والا ہے۔

یہ آیات حضرت ابراہیمؑ کے لیے بیٹے حضرت اسحاقؑ اور پوتے حضرت یعقوبؑ کی ولادت کی بشارت کا ذکر کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی صورت میں چند فرشتوں کو حضرت ابراہیمؑ کے پاس بھیجا۔ فرشتوں نے حضرت ابراہیمؑ کا پیش کردہ کھانا نہیں کھایا۔ اس پر حضرت ابراہیمؑ نے خوف محسوس کیا کہ کہیں یہ بری نیت سے تو نہیں آئے جو میرے دستر خوان کا نمک نہیں کھا رہے۔ فرشتوں نے کہا کہ ہم انسان نہیں فرشتے ہیں اور قوم لوطؑ پر عذاب نازل کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ اسی دوران حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ حضرت سارہ سلامؑ علیہا سامنے آئیں جو بانجھ اور بڑھاپے کی عمر میں تھیں۔ فرشتوں نے اُن کو بیٹے حضرت اسحاقؑ اور پوتے حضرت یعقوبؑ کی بشارت دی۔ حضرت سارہ سلامؑ علیہا نے تعجب کا اظہار کیا کہ بڑھاپے اور بانجھ پن میں ایسا کیسے ممکن ہے؟ جواب میں فرشتوں نے کہا آپ کیوں اللہ کے فیصلے پر تعجب کر رہی ہیں۔ آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہیں اے اہل بیت! اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ اہل بیت سے مراد نبیؑ اور اُن کی زوجہ ہیں۔

آیات ۷۴ تا ۷۶

سرکش قوم کے لیے نبیؑ کی سفارش قبول نہیں کی جاتی

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ	پھر جب دور ہو گیا ابراہیم سے خوف
وَجَاءَتْهُ الْبُشْرَىٰ	اور آگئی اُن کے پاس خوش خبری
يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ ﴿٤٣﴾	وہ تکرار کرنے لگے ہم سے قوم لوط کے بارے۔
إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُنِيبٌ ﴿٤٤﴾	بے شک ابراہیم یقیناً نہایت بردبار، بڑے نرم دل، اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔
يَا إِبْرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَذَا	(اللہ نے فرمایا) اے ابراہیم! رہنے دیجیے اسے
إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ	یقیناً آگیا ہے آپ کے رب کا حکم
وَأَنَّهُمْ أَتَيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ ﴿٤٥﴾	اور بے شک آنے والا ہے اُن پر وہ عذاب جو ٹلنے والا نہیں۔

ان آیات میں حضرت ابراہیمؑ کی قوم لوط کے لیے سفارش کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابراہیمؑ! قوم لوط کی سفارش میری بارگاہ میں نہ کرو۔ اُن پر اب ایسا عذاب نازل ہونے والا ہے جسے لوٹایا نہیں جاسکتا۔ ایک طرف حضرت ابراہیمؑ پر اللہ تعالیٰ کی عنایات کا ذکر ہے کہ اُنہیں بیٹے کی معجزانہ ولادت اور مزیدیہ کہ پوتے کی بھی بشارت دی جا رہی ہے۔ دوسری طرف ایک سرکش قوم کے بارے میں اُن کی سفارش کو قبول نہیں کیا جا رہا بلکہ ایسی سفارش کرنے سے روکا جا رہا ہے۔ مشرکین مکہ کے لیے پیغام ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے ہونا مشرکین کو کوئی فائدہ نہ دے گا۔ حضرت ابراہیمؑ سے نسبت مشرکین کو جرائم کی سزا پانے سے نہیں بچا سکے گی۔

آیات ۷۷ تا ۸۰

قوم لوط کی بے شرمی و بے حیائی

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا	اور جب آئے ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) لوط کے پاس
سَيِّئًا بِهِمْ	وہ غمگین ہوئے اُن کی وجہ سے
وَصَاقَ بِهِمْ ذُرْعًا	اور تنگ ہوئے اُن کی وجہ سے دل میں
وَقَالَ هَذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ ۝۷۷	اور فرمایا یہ تو بڑا سخت دن ہے۔
وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ	اور آئے اُن کے پاس اُن کی قوم کے لوگ دوڑتے ہوئے اُن کی طرف
وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ	اور پہلے سے ہی وہ برے کام کیا کرتے تھے
قَالَ يَقُومُ	فرمایا لوط نے اے میری قوم!
هَؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ	یہ میری بیٹیاں ہیں، وہ زیادہ پاکیزہ ہیں تمہارے لیے
فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تَخْزُونِ فِي ضَيْفِي	تو ڈرو اللہ سے اور نہ رسوا کرو مجھے میرے مہمانوں میں
أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ ۝۷۸	کیا نہیں ہے تم میں کوئی بھلا آدمی؟
قَالُوا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ	قوم نے کہا یقیناً تم جانتے ہو کہ نہیں ہے ہمارے لیے تمہاری بیٹیوں پر کوئی حق
وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيدُ ۝۷۹	اور بے شک تم خوب جانتے ہو کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔
قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً	فرمایا لوط نے اے کاش! میرے پاس ہوتی تمہارے مقابلہ کی قوت
أَوْ أُوْتِيَ إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ ۝۸۰	یا میں پناہ لے سکتا کسی مضبوط سہارے کی۔

تاریخ انسانی میں پہلی بار ہم جنس پرستی کے جرم کا ارتکاب حضرت لوطؑ کی قوم نے کیا۔ حضرت لوطؑ کے بار بار سمجھانے کے باوجود وہ اس جرم سے باز نہ آئے۔ آخر کار اُن کے لیے مہلت کی مدت ختم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں عذاب دینے کے لیے فرشتوں کو خوبصورت لڑکوں کی صورت میں حضرت لوطؑ کے پاس بھیجا۔ قوم دیوانہ وار دوڑتی ہوئی حضرت لوطؑ کے گھر کی طرف آئی تاکہ اُن لڑکوں کو حاصل کر کے اپنی شہوت کا نشانہ بنا سکے۔ حضرت لوطؑ نے اس بے حیائی سے قوم کو روکا اور فرمایا کہ قوم کی بیٹیاں موجود ہیں، اُن سے نکاح کر کے جذبات کی تسکین کا جائز راستہ اختیار کرو۔ قوم نے ڈھٹائی سے حضرت لوطؑ کی نصیحت کو رد کر دیا۔ حضرت لوطؑ نے بڑی حسرت سے پکارا کہ اے کاش! میرے پاس تمہارے مقابلہ کی قوت ہوتی یا میں اپنے مہمانوں سمیت کسی محفوظ مقام پر پناہ لے سکتا۔

آیات ۸۱ تا ۸۳

قوم لوطؑ پر عذاب

فرشتوں نے کہا اے لوطؑ! بے شک ہم آپؑ کے رب کے بھیجے ہوئے ہیں	قَالُوا يَلُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ
وہ ہر گز نہیں پہنچ سکیں گے آپؑ تک	كُنْ يَصِلُوا إِلَيْكَ
پس لے کر نکل جائیے اپنے گھر والوں کو رات کے کسی حصے میں	فَاسْرِ بِاهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ
اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھے آپؑ لوگوں میں سے کوئی بھی سوائے آپؑ کی بیوی کے	وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا أَمْرَاتَكَ
بے شک پہنچنے والا ہے اُسے (وہ عذاب) جو پہنچے گا قوم کو	إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ

بے شک اُن پر (عذاب کے) وعدہ کا وقت صبح ہے	إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ
کیا نہیں ہے صبح بالکل قریب؟	أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ ۝۸۱
پھر جب آگیا ہمارا حکم	لَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا
ہم نے کر دیا (الٹا کر) بستی کی بلندی کو اُس کی بستی	جَعَلْنَا عَلَيْهَا سَافِلَهَا
اور ہم نے برسائے اُس بستی پر کنکریں پکی ہوئی مٹی کے تہہ بہ تہہ۔	وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيلٍ مَّنْضُودٍ ۝۸۲
جن پر نشان لگے ہوئے تھے آپ کے رب کی طرف سے	مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ
اور نہیں وہ بستی ان ظالموں سے کچھ بھی دور۔	وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ ۝۸۳

۵۷

ان آیات میں قوم لوط پر آنے والے عذاب کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ فرشتوں نے حضرت لوط کو تسلی دی کہ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے ہیں۔ آپ اپنے گھر والوں کو لے کر بستی سے نکل جائیے۔ البتہ آپ کی بیوی قوم کے ساتھ ہمدردی رکھتی ہے اور وہ قوم کے ساتھ ہی عذاب کا شکار ہوگی۔ اس کے بعد قوم لوط کی بستی کو الٹ دیا گیا اور ایک تیز آندھی کے ذریعہ اُن پر کنکریوں کی بارش برسائی گئی۔ ہر کنکری ٹھیک نشانہ پر ایک ایک مجرم کو لگی اور قوم تباہی اور بربادی کی عبرت ناک مثال بن گئی۔

آیات ۸۴ تا ۸۶

حضرت شعیبؑ کی دعوت

اور (بھیجا گیا) مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیبؑ کو	وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا
---	---------------------------------------

قَالَ يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ	اُنہوں نے فرمایا اے میری قوم! عبادت کرو اللہ کی
مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهُ	نہیں تمہارے لیے کوئی معبود اُس کے سوا
وَلَا تَنْقُصُوا الْبِكْيَالَ وَالْبِيزَانَ	اور نہ کمی کرو ماپ اور تول میں
اِنَّ اِيَّيْكُمْ بِخَيْرٍ	بے شک میں دیکھتا ہوں تمہیں خوش حال
وَ اِنَّ اِيَّيْكُمْ عَلَيَّكُمْ عَذَابٌ يَوْمٍ مُّحِيطٍ ۝۸۳	اور بے شک میں ڈرتا ہوں تم پر گھیر لینے والے دن کے عذاب سے۔
وَيَقَوْمِ اَوْفُوا الْبِكْيَالَ وَالْبِيزَانَ بِالْقِسْطِ	اور اے میری قوم! پورا کرو ماپ اور تول کو عدل کے ساتھ
وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاءَهُمْ	اور نہ کم دو لوگوں کو اُن کی چیزیں
وَلَا تَعْتَوُوا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝۸۵	اور مت پھرو زمین میں فسادی بن کر۔
بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ	اللہ کا بچا ہوا بہتر ہے تمہارے لیے
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ	اگر تم ہو ایمان لانے والے
وَمَا اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ ۝۸۶	اور نہیں ہوں میں تم پر نگہبان۔

یہ آیات حضرت شعیبؑ کی اپنی قوم کے سامنے دعوت کی تفصیل بیان کر رہی ہیں۔ اُنہوں نے قوم کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کی دعوت دی اور نافرمانی کی صورت میں ایک ایسے عذاب کے آنے سے ڈرایا جس سے بچنا ممکن نہ ہوگا۔ قوم کو خاص طور پر ناپ اور تول میں کمی کرنے سے منع فرمایا۔ مزید یہ کہ قافلوں کو لوٹنے یعنی زمین میں فتنہ و فساد برپا کرنے سے روکا۔ اُنہیں یہ حقیقت بتائی کہ جائز

ذرائع سے حاصل ہونے والی آمدنی ہی انسان کے لیے خیر و برکت کا باعث ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حرام کی ہر صورت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۸۷ تا ۹۰

حضرت شعیبؑ کی قوم کے ساتھ کشمکش

قَالُوا اِشْعِيبُ	قوم نے کہا اے شعیب!
اَصْلُوْكَ تَاْمُرُكَ	کیا تیری نماز تجھے حکم دیتی ہے
اَنْ تَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَاؤُنَا	کہ ہم چھوڑ دیں وہ معبود جن کی عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا
اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْ اَمْوَالِنَا مَا نَشَاؤُا	یا نہ تصرف کریں اپنے مالوں میں جیسے ہم چاہیں
اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿۸۷﴾	بے شک تم تو یقیناً بڑے بردبار، نیک چلن ہو۔
قَالَ يَقَوْمِ	فرمایا شعیبؑ نے اے میری قوم!
اَدْعَيْتُمْ اِنْ كُنْتُمْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ	کیا تم نے دیکھا ہے کہ اگر میں ہوں ایک واضح دلیل پر اپنے رب کی طرف سے
وَرَزَقْنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا	اور اُس نے عطا کی ہو مجھے اپنی طرف سے عمدہ روزی
وَمَا اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَا اَنْهَكُمْ عَنْهُ	اور میں نہیں چاہتا کہ خود تمہارے خلاف کروں اُس معاملہ میں کہ میں روکتا ہوں تمہیں جس سے
اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ	میں نہیں چاہتا مگر اصلاح جتنی میں کر سکوں

اور نہیں ہے میری توفیق مگر اللہ ہی کی طرف سے	وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ
اُسی پر میں نے بھروسہ کیا	عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ
اور میں اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔	وَالَيْهِ أُنِيبُ ۝۸
اور اے میری قوم!	وَيَقُومُ
ہر گز نہ اکسائے تمہیں میری مخالفت	لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِي
کہ پہنچے تمہیں بھی ایسا عذاب جو پہنچا تھا قومِ نوحؑ یا قومِ ہودؑ یا قومِ صالحؑ کو	أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ أَوْ قَوْمَ هُودٍ أَوْ قَوْمَ صَالِحٍ
اور نہیں ہے قومِ لوطؑ تم سے کچھ بھی دور۔	وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيدٍ ۝۹
اور بخشش مانگو اپنے رب سے	وَأَسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ
اور پلٹ آؤ اُس کی طرف	ثُمَّ تَوْبُوا إِلَيْهِ
بے شک میرا رب ہمیشہ رحم فرمانے والا، بہت محبت کرنے والا ہے۔	إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ ۝۱۰

ان آیات میں حضرت شعیبؑ اور اُن کی قوم کے درمیان بحث و نزاع کا ذکر ہے۔ قوم نے کہا کہ اے شعیبؑ! تم کثرت سے نمازیں پڑھتے تھے۔ کیا ان نمازوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ تم ہمیں باپ دادا کے معبودوں کی بندگی سے روکتے ہو اور اپنے مالی معاملات میں خود مختاری سے محروم کرتے ہو؟ کیا اب ہم تم سے پوچھیں کہ کیا حلال ہے اور کیا حرام؟ حضرت شعیبؑ نے قوم کے سامنے اپنے کردار کی سچائی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہونے والی پاکیزہ روزی یعنی نبوت و ہدایت اور اپنے قول و فعل کی مطابقت کو پیش کیا۔ اُن پر واضح کیا کہ میرا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی نصرت کے سہارے تمہاری اصلاح ہے۔ اگر

تم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کی تو اللہ تعالیٰ کی رحمت و محبت تمہارے شامل حال ہوگی۔ دوسری صورت میں تم پر اسی طرح سے عذاب آئے گا جیسے سابقہ نافرمان قوموں پر آیا تھا۔

آیات ۹۱ تا ۹۵

حضرت شعیبؑ کی قوم پر عذاب

قَالُوا اِشْعِيبُ مَا نَفَقَهُ كَثِيرًا مِّمَّا تَقُولُ	قوم نے کہا اے شعیب! ہم نہیں سمجھتے بہت کچھ اُن باتوں میں سے جو تم کہتے ہو
وَ اِنَّا لَنَرَاكَ فِينَا ضَعِيفًا	اور بے شک ہم یقیناً دیکھتے ہیں تمہیں اپنے درمیان کم زور
وَلَوْ لَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ	اور اگر نہ ہوتی تمہاری برادری تو ہم ضرور سنگسار کر دیتے تمہیں
وَمَا اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ ۙ	اور تم نہیں ہو تم ہم پر غالب۔
قَالَ يَقَوْمُ	فرمایا شعیبؑ نے اے میری قوم!
اَرَهْطِيْ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ	کیا میری برادری زیادہ زبردست ہے تمہارے نزدیک اللہ سے؟
وَ اتَّخَذْتُمُوْهُ وَّرَآءَكُمْ ظَهْرِيًّا	اور تم نے ڈال دیا ہے اُسے پس پشت
اِنَّ رَبِّيْۤ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيطٌ ۙ	بے شک میرا رب اُس کو جو تم عمل کرتے ہو گھیرنے والا ہے۔
وَيَقَوْمُ اَعْمَلُوْا عَلٰی مَكَانَتِكُمْ	اور اے میری قوم! تم عمل کیے جاؤ اپنی جگہ پر

بے شک میں بھی عمل کرنے والا ہوں	إِنِّي عَامِلٌ
عن قریب تم جان لو گے کہ کس پر آتا ہے عذاب جو اُسے رسوا کر دے گا؟	سَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ
اور کون جھوٹا ہے؟	وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ
اور انتظار کرو	وَارْتَقِبُوا
بے شک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں۔	إِنِّي مَعَكُمْ رَقِيبٌ ﴿٩٦﴾
اور جب آیا ہمارا حکم	وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا
ہم نے نجات دی شعیبؑ کو اور انہیں جو ایمان لائے اُن کے ساتھ اپنی طرف سے رحمت کے ساتھ	نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا
اور پکڑ لیا انہیں جنہوں نے ظلم کیا تھا ایک ہول ناک آواز نے	وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ
پس وہ ہو گئے اپنے گھروں میں اوندھے منہ گرے ہوئے۔	فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جُثَثٍ ﴿٩٧﴾
گویا وہ رہے ہی نہ تھے کبھی اُن گھروں میں	كَانَ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا
سن لو! بربادی ہے مدین کے لیے	أَلَا بُعْدَ الْبُدَيْنِ
جیسے بربادی ہوئی ثمود کے لیے۔	كَمَا بَعَدَتْ ثَمُودُ ﴿٩٨﴾

قوم نے حضرت شعیبؑ کی دعوت کو حقارت سے رد کر دیا اور کہا کہ تمہاری باتیں ہمیں سمجھ میں نہیں آتیں۔ اگر ہم تمہارے خاندان کا لحاظ نہ کرتے تو کب کا تمہیں سنگسار کر چکے ہوتے۔ حضرت شعیبؑ نے کہا کہ کیا تمہیں میرے خاندان کا پاس ہے اور اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں حالانکہ تم ہر وقت اُس کی پکڑ میں ہو؟ اب جو کر سکتے ہو کر لو۔ دیکھ لینا کہ کس پر رسوا کن عذاب نازل ہوتا ہے؟ آخر کار اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیبؑ اور اُن کے ساتھ اہل ایمان کو ہجرت کا حکم دیا اور پیچھے رہ جانے والے کافروں پر عذاب ایک زلزلہ کی صورت میں آیا جس طرح قوم ثمود پر آیا تھا۔ قوم شعیبؑ بھی اُسی طرح سے نیست و نابود ہوئی جس طرح قوم ثمود مٹا دی گئی تھی۔

آیات ۹۶ تا ۹۹

آلِ فرعون کا برا انجام

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ۙ	اور یقیناً ہم نے بھیجا موسیٰؑ کو اپنی نشانیوں اور واضح دلیل کے ساتھ۔
إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ	فرعون اور اُس کے سرداروں کی طرف
فَاتَّبَعُوا أَمْرَ فِرْعَوْنَ	تو اُنہوں نے پیروی کی فرعون کے حکم کی
وَمَا أَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيدٍ ۙ	اور نہ تھا فرعون کا حکم بھلائی والا۔
يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	وہ آگے آگے ہو گا اپنی قوم کے قیامت کے دن
فَأَوْرَدَهُمُ النَّارَ	پھر لاڈالے گا اُنہیں آگ میں
وَبِئْسَ الْوَرْدُ الْوَرْدُ ۙ	اور بری ہے پہنچنے کی جگہ جس پر وہ پہنچائے گئے۔
وَأَتَّبَعُوا فِي هٰذِهِ لَعْنَةً	اور پیچھے لگا دی گئی اس (دنیا) میں اُن کے لعنت

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ	اور قیامت کے دن بھی
بِئْسَ الرَّفْدُ الْمَرْفُودُ ۹۹	بڑا ہی برا ہے انعام جو دیا گیا انہیں۔

ان آیات میں حضرت موسیٰؑ کو آل فرعون کی طرف بھیجے جانے کا ذکر ہے۔ آل فرعون نے حضرت موسیٰؑ کی بجائے فرعون کے گمراہ کن احکام کی پیروی کی۔ روز قیامت ان کا حشر جہنم میں فرعون کے ساتھ ہوگا۔ ان پر رہتی دنیا تک لعنت ہوتی رہے گی اور وہ روز قیامت بھی ذلت و رسوائی کا شکار ہوں گے۔ یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ فرعون روز قیامت اپنے پیروکاروں کی قیادت کرتا ہوا آئے گا اور انہیں جہنم تک پہنچا دے گا۔ یہی معاملہ ہر گمراہ قائد اور اُس کے پیروکاروں کا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا دار قائدین کی پیروی سے محفوظ فرمائے۔ آمین !

آیات ۱۰۰ تا ۱۰۲

ہلاک ہونے والی قوموں کے انجام پر بصیرت افروز تبصرہ

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْقُرٰى	اے نبی! یہ بستیوں کی چند خبریں ہیں
نَقَصْنٰهُ عَلَيْكَ	ہم بیان کر رہے ہیں جو آپؐ سے
مِنْهَا قَائِمٌ وَحَصِيْدٌ ۱۰۰	اُن بستیوں میں سے کچھ قائم ہیں اور کچھ مٹ چکی ہیں۔
وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ	اور ہم نے ظلم نہیں کیا ان پر
وَلٰكِنْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ	اور لیکن انہوں نے خود ظلم کیا اپنی جانوں پر
فَمَا اَغْنَتْ عَنْهُمْ اِلٰهَتُهُمُ الَّتِیْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ	پھر نہ آئے ان کے کام ان کے وہ معبود جنہیں وہ پکارتے تھے اللہ کے سوا کچھ بھی

لَمَّا جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ	جب آگیا آپ کے رب کا حکم
وَمَا زَادُوهُمْ غَيْرَ تَتْبِيبٍ ﴿۱۱﴾	اور نہیں بڑھایا ان معبودوں نے انہیں مگر برباد کرنے میں۔
وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ	اور یوں ہی ہوتی ہے آپ کے رب کی پکڑ جب وہ پکڑتا ہے بستیوں کو
وَهِيَ ظَالِمَةٌ ط	جب کہ وہ ظالم ہوتی ہیں
إِنَّ أَخْذَكُمْ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ﴿۱۲﴾	بلاشبہ اُس کی پکڑ بڑی دردناک، بہت سخت ہے۔

یہ آیات اُن نافرمان قوموں کے انجام پر بصیرت افروز تبصرہ کر رہی ہیں جو عذابِ الہی کے ذریعہ ہلاک ہوئیں۔ اُن قوموں پر اللہ تعالیٰ نے ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے شرک کی راہ پر ہٹ دھرمی سے چل کر خود ہی اپنے آپ پر ظلم کیا۔ جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو اُن کے خود ساختہ معبود اُن کے کچھ کام نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ مختلف عذابوں سے نافرمان قوموں کی پکڑ کرتا ہے اور اُس کے عذاب کی ہر صورت ہی بڑی دردناک اور سخت ہوتی ہے۔

آیات ۱۰۳ تا ۱۰۸

بد نصیب کون اور خوش نصیب کون؟... فیصلہ روزِ قیامت ہوگا!

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً	بے شک (سرکشوں کے) اِس (انجام) میں یقیناً نشانِ عبرت ہے
لِّمَن خَافَ عَذَابَ الْآخِرَةِ	اُس کے لیے جو ڈرتا ہے آخرت کے عذاب سے
ذَلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لَّهُ النَّاسُ	یہ وہ دن ہے کہ جمع کیے جائیں گے جس میں سب لوگ

اور یہ وہ دن ہے جب سب کو حاضر کیا جائے گا۔	وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ ﴿۱۳﴾
اور نہیں ہم مؤخر کرتے اُسے	وَمَا نُؤَخِّرُهُ
مگر ایک مقررہ وقت تک کے لیے۔	اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۴﴾
جس دن وہ (وقت) آئے گا	يَوْمَ يَأْتِ
تو بات نہیں کرے گا کوئی شخص مگر اللہ کی اجازت سے	لَا تَكَلِّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ
پھر اُن میں سے کوئی بد نصیب ہوگا اور کوئی خوش نصیب۔	فَبَيْنَهُمْ شَقِيٌّ وَ سَعِيْدٌ ﴿۱۵﴾
پھر وہ جو بد نصیب ہوئے تو وہ آگ میں ہوں گے	فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فِى النَّارِ
اُن کے لیے وہاں چیخنا اور چلانا ہوگا۔	لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَ شَهِيْقٌ ﴿۱۶﴾
ہمیشہ رہنے والے ہیں اُس میں	خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
جب تک قائم رہیں گے آسمان اور زمین	مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ
مگر جو چاہے (اے نبی!) آپ کا رب	اِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ
بے شک آپ کا رب کر گزرنے والا ہے جو بھی چاہے۔	اِنَّ رَبَّكَ فَعٰلٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۷﴾
اور وہ جو خوش نصیب ہوئے تو وہ جنت میں ہوں گے	وَ اَمَّا الَّذِيْنَ سَعِدُوْا فِى الْجَنَّةِ
ہمیشہ رہنے والے ہیں اُس میں	خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
جب تک قائم رہیں گے آسمان اور زمین	مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ

مگر جو چاہے آپ کا رب	إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ
یہ وہ عطا ہے جو نہیں ختم کی جائے گی۔	عَطَاءٌ غَيْرَ مَجْدُوذٍ ۝۱۰۸

ان آیات میں آگاہ کیا گیا کہ سابقہ قوموں کے برے انجام سے وہی عبرت حاصل کرے گا جسے آخرت میں جواب دہی کا خوف ہوگا۔ اُس روز تمام انسان حاضر کیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کسی کو کلام کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کے حوالے سے فیصلہ سنائے گا اور انسان دو گروہوں میں تقسیم کر دیے جائیں گے۔ ایک گروہ بد نصیبوں کا ہوگا جو ہمیشہ ہمیش جہنم میں جلتے رہیں گے۔ دوسرا گروہ خوش نصیبوں کا ہوگا جو ہمیشہ ہمیش جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دوسرے گروہ میں شامل فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۰۹

اکثریت کا شرک کرنا تمہیں شبہ میں نہ ڈالے

تو آپ نہ ہوں شک میں اُن کے بارے میں جن کی عبادت کرتے ہیں یہ لوگ	فَلَا تَكُ فِي مَرِيَّةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هَؤُلَاءِ
یہ عبادت نہیں کرتے مگر جیسے عبادت کرتے تھے ان کے باپ دادا اس سے قبل	مَا يَعْبُدُونَ إِلَّا كَمَا يَعْبُدُ آبَاؤُهُمْ مِّن قَبْلُ
اور بے شک ہم یقیناً پورا پورا دینے والے ہیں انہیں ان کا حصہ بغیر کوئی کمی کیے۔	وَإِنَّا لَنُوفِّوهُمْ نَصِيبَهُمْ غَيْرَ مَنقُوصٍ ۝۱۰۹

اس آیت میں بظاہر نبی اکرم ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے عام لوگوں کو سنایا جا رہا ہے کہ دنیا میں لوگوں کی بڑی تعداد کا شرک کرنا اور اُس کی سزا نہ پانا کسی کو شبہ میں نہ ڈالے۔ مشرکین اندھے ہو کر اپنے باپ دادا کی پیروی کر رہے ہیں۔ جھوٹے

معبود جب اُن کے باپ دادا کے کام نہ آئے تو ان کے کیا کام آئیں گے؟ یقیناً ان سب کو آخرت میں عذاب کا پورا حصہ ملے گا جس میں کوئی کمی نہ کی جائے گی۔

آیات ۱۱۰ تا ۱۱۱

اللہ تعالیٰ کے کلام سے ہر دور میں اختلاف کیا گیا

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ	اور یقیناً ہم نے دی موسیٰ کو کتاب
فَاخْتَلَفَ فِيهِ	پھر اختلاف کیا گیا اُس میں
وَلَوْ لَا كَلِمَةُ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ	اور اگر نہ ہوتی وہ بات جو پہلے سے طے ہو چکی (اے نبی!) آپ کے رب کی طرف سے
لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ	تو ضرور فیصلہ کر دیا جاتا اُن کے درمیان
وَالنَّهْمُ كَفَى شَكٍّ مِنْهُ مَرِيْبٌ ۝۱۰	اور بلاشبہ وہ یقیناً ایسے شک میں ہیں اس (قرآن) کے حوالے سے جو بے چین کرنے والا ہے۔
وَإِنْ كُلًّا لَّبَئَا لِيُوفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ أَعْمَالَهُمْ	اور بے شک یہ جتنے بھی ہیں وقت آنے پر ضرور پورا پورا بدلہ دے گا انہیں آپ کا رب اُن کے اعمال کا
إِنَّهُمْ بِمَا يَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝۱۱	بے شک وہ اُس سے جو وہ کر رہے ہیں خوب باخبر ہے۔

ان آیات میں نبی اکرم ﷺ کی دل جوئی کے لیے ارشاد ہوا کہ ہر دور میں اللہ تعالیٰ کی کتاب سے اختلاف کرنے والے موجود رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے کتاب دی اور اُن کی قوم کے بدنصیب گروہ نے اُس سے اختلاف کیا۔ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے

کہ وہ ایسے لوگوں کو فوری نہیں پکڑتا بلکہ اصلاح کے لیے مہلت دیتا ہے۔ البتہ جو لوگ مہلت سے فائدہ نہیں اٹھاتے تو پھر انہیں اُن کے جرائم کی پوری پوری سزا دے دی جاتی ہے۔

آیات ۱۱۲ تا ۱۱۵

مشکل حالات میں اہل ایمان کے لیے اہم ہدایات

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ	پس اے نبی! آپ ثابت قدم رہیے جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے
وَمَنْ تَابَ مَعَكَ	اور وہ بھی (ڈٹے رہیں) جنہوں نے توبہ کی ہے آپ کے ساتھ
وَلَا تَطْغَوْا	اور تم زیادتی نہ کرنا
إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝۱۱۲	بے شک وہ اُس کو جو تم کر رہے ہو، خوب دیکھنے والا ہے۔
وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا	اور نہ مائل ہو اُن کی طرف جنہوں نے ظلم کیا
فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ	ورنہ چھوئے گی تمہیں آگ
وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ	اور نہیں ہوں گے تمہارے لیے اللہ کے سوا کوئی دوست
ثُمَّ لَا تَنْصُرُونَ ۝۱۱۳	پھر تمہیں مدد نہیں دی جائے گی۔
وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ	اور قائم کیجئے نماز دن کے دونوں اطراف
وَزُلْفَا مِنَ اللَّيْلِ	اور رات کی کچھ گھڑیوں میں بھی

بے شک نیکیاں دور کر دیتی ہیں برائیوں کو	إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُدْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ
یہ نصیحت ہے یاد رکھنے والوں کے لیے۔	ذَلِكَ ذِكْرَى لِلذَّكْرَيْنِ ۝۱۳
اور صبر کیجیے	وَاصْبِرْ
پس بے شک اللہ ضائع نہیں کرتا نیکی کرنے والوں کا اجر۔	فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضَيِّعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝۱۴

ان آیات میں اہل ایمان کو نبی اکرم ﷺ کے توسط سے انتہائی مشکل حالات میں مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کرنے کی تلقین کی گئی:

- i. شدید مخالفت کے باوجود حق پر ڈٹے رہو۔
- ii. مخالفین کے ظلم کے ردِ عمل میں ایسا قدم نہ اٹھاؤ جو شریعت کے خلاف ہو۔
- iii. کافروں کی طرف سے کسی بھی قسم کے سمجھوتے کی پیش کش کو قبول نہ کرو۔
- iv. پنج وقتہ نماز پابندی سے ادا کرو۔ تمہاری نیکیوں سے صغیرہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔
- v. کافروں کے طعز اور تشدد کے جواب میں صبر کرو۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارے صبر کا اجر محفوظ ہے۔

آیات ۱۱۶ تا ۱۱۷

برائی سے روکنے والے ہی عذاب سے بچتے ہیں

تو ایسا کیوں نہ ہوا کہ ہوتے اُن امتوں میں جو تم سے پہلے گزری ہیں کچھ بھلائی والے لوگ	فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِنْ قَبْلِكُمْ أُولُوا بَقِيَّةٍ
جو روکتے زمین میں فساد برپا کرنے سے	يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ
مگر تھوڑے ہی تھے جنہیں ہم نے نجات دی اُن میں	إِلَّا قَلِيلًا مِمَّنْ أَنْجَيْنَا مِنْهُمْ

سے	
اور پیچھے لگے رہے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا تھا اُس عیش و عشرت کے، وہ ڈالے گئے تھے جس میں	وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا فِيهِ
اور وہ مجرم تھے۔	وَكَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿١١٦﴾
اور اے نبی! نہیں ہے آپ کا رب ایسا کہ وہ ہلاک کرے بستیوں کو ظلم سے	وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهِلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ
جب کہ اُس کے رہنے والے اصلاح کرنے والے ہوں	وَ أَهْلَهَا مُصْلِحُونَ ﴿١١٧﴾

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ جب تک کسی بستی میں برائی سے روکنے والوں کا ایک مؤثر گروہ موجود ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس بستی پر عذاب نازل نہیں فرماتا۔ افسوس کیا گیا کہ کاش ہلاک ہونے والی قوموں میں ایک مؤثر حصہ ایسے نیک لوگوں کا ہوتا جو نافرمانوں کو برائی سے روکتا۔ ایسے لوگ تھے مگر بہت کم۔ اکثریت خوشحالی کے نشے میں مست ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کر کے فساد برپا کرنے لگی۔ آخر کار اللہ تعالیٰ کا غضب اور قہر عذاب بن کر اُن پر ٹوٹ پڑا۔ البتہ جب عذاب آیا تو اللہ تعالیٰ نے برائی سے روکنے والوں کو بچا لیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نہ صرف برائیوں سے روکنے بلکہ روکنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۱۸ تا ۱۱۹

کون سے بد نصیب جہنم میں جائیں گے؟

اور اے نبی! اگر چاہتا آپ کا رب تو ضرور بنا دیتا سب لوگوں کو ایک ہی امت	وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً
اور وہ ہمیشہ رہیں گے اختلاف کرنے والے۔	وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ﴿١١٨﴾

مگر جن پر رحم کیا آپ کے رب نے	إِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ
اور اسی لیے اُس نے پیدا فرمایا ہے انہیں	وَلِذَلِكَ خَلَقَهُمْ
اور پوری ہو گئی بات آپ کے رب کی	وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ
میں ضرور بھر دوں گا جہنم کو جنوں اور انسانوں دونوں سے۔	لَا مَلَكَيْنَ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿۱۱۹﴾

ان آیات میں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو زبردستی حق کا ساتھ دینے والا بنا سکتا تھا اور پھر کسی قوم پر بھی عذاب نازل نہ ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا۔ اُس نے انسانوں کو خیر اور شر کی راہیں سمجھانے کے بعد اختیار دیا ہے کہ وہ جس راہ کا چاہیں انتخاب کر لیں۔ ہر دور میں کچھ بد نصیب انسان ایسے ہوں گے جو اختیار کا غلط استعمال کر کے حق کی مخالفت کرتے رہیں گے۔ نیک لوگ انہیں سیدھی راہ پر لانے کی کوشش کریں گے لیکن وہ باغیانہ روش سے باز نہ آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ ایسے ہی مجرموں سے جہنم کو بھر دے گا۔

آیات ۱۲۰ تا ۱۲۳

سابقہ قوموں کے واقعات سننے کی حکمت

اور اے نبی! یہ سب جو ہم بیان کرتے ہیں آپ سے رسولوں کی خبروں میں سے	وَكَلَّا نَقْصُصْ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ
وہ ہے کہ ہم حوصلہ دیتے ہیں جس سے آپ کے دل کو	مَا نُنَبِّئُ بِهِ فَوَادَكَ
اور آیا ہے آپ کے پاس اس سورۃ میں حق	وَجَاءَكَ فِي هَذِهِ الْحَقُّ
اور نصیحت اور یاد دہانی مومنوں کے لیے۔	وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَى لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۲۰﴾

اور فرمادیتے ہیں اُن سے جو ایمان نہیں لارہے	وَقُلْ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
تم عمل کرتے رہو اپنی جگہ پر	اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ
بے شک ہم بھی عمل کرنے والے ہیں۔	إِنَّا عَمِلُونَ ﴿١٢١﴾
اور انتظار کرو	وَانْتَظِرُوا
بے شک ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں۔	إِنَّا مُنْتَظِرُونَ ﴿١٢٢﴾
اور اللہ ہی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کے غیب	وَاللَّهُ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
اور اُسی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں معاملات سارے	وَالِيهِ يَرْجِعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ
تو آپ عبادت کیجیے اُسی کی	فَاعْبُدْهُ
اور بھروسہ کیجئے اُسی پر	وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ
اور نہیں ہے آپ کا رب بے خبر اُس عمل سے جو تم کر رہے ہو۔	وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٢٣﴾

بِخ

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں سابقہ رسولوں کے واقعات اس لیے بیان فرمائے کہ تاکہ یہ نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی اور مومنوں کے لیے نصیحت اور یاد دہانی کا ذریعہ بنیں۔ جن مشکلات سے آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ دوچار ہیں ایسے ہی حالات سے تمام سابقہ انبیاء اور اُن پر ایمان لانے والوں کو بھی دوچار ہونا پڑا تھا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے مخالفین کو ہلاک کیا اور انبیاء اور مومنوں کو بچالیا۔ کافروں کے لیے چیلنج ہے کہ وہ ہمارے رسول ﷺ کے خلاف جو اقدام کر سکتے ہیں کر گزریں۔ اُن کا وہی انجام ہوگا جیسا سابقہ رسولوں کے مخالفین کا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کے تمام رازوں، تمام انسانوں کے اعمال اور پھر

اُن کے انجام سے واقف ہے۔ تمام انسانوں کے معاملات آخری فیصلہ کے لیے اُسی کے سامنے پیش ہوں گے۔ خیر اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کی جائے اور صرف اور صرف اُسی پر بھروسہ کیا جائے۔

سورہ یوسفؑ

ایک حسین واقعہ کا بیان

سورہ یوسف کے ۱۲ میں سے ۱۱ رکوع حضرت یوسفؑ کے پُر حکمت، حسین اور دل چسپ واقعہ کے بیان پر مشتمل ہیں۔

● واقعہ کا پس منظر:

حضرت یوسفؑ، حضرت یعقوبؑ کے بیٹے تھے۔ مجموعی طور پر حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے جن میں سے دس بیٹے پہلی بیوی سے اور دو بیٹے دوسری بیوی سے تھے۔ یہ بیٹے اور اُن کی اولاد بنی اسرائیل کہلاتے ہیں۔ حضرت یوسفؑ اور اُن کے بھائی بنیامین حضرت یعقوبؑ کی دوسری بیوی سے تھے اور عمر میں دس سوتیلے بھائیوں سے چھوٹے تھے۔ سوتیلے بھائی حضرت یوسفؑ سے حسد کرتے تھے جس کی تفصیل اس سورہ مبارکہ میں بیان کیے گئے واقعہ میں نقل ہوئی ہے۔

● سورہ مبارکہ کا شان نزول:

یہ سورہ مبارکہ مکی دور کے آخر میں نازل ہوئی۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ یہود نے قریش مکہ کے ذریعہ نبی اکرم ﷺ کا امتحان لینے کے لیے سوال پوچھا کہ بنی اسرائیل کا فلسطین کے علاقے کنعان سے مصر کی طرف ہجرت کا سبب کیا تھا؟ اہل عرب اس سوال کے جواب سے ناواقف تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سوال کا جواب اس سورہ مبارکہ میں عطا فرما کر نبی اکرم ﷺ کو امتحان میں سرخرو کیا اور آپ ﷺ کی رسالت کی حقانیت کو ثابت کر دیا۔

● آیات کا تجزیہ:

- آیات ۶ تا ۶ حضرت یوسفؑ کا خوش کن خواب
- آیات ۱۸ تا ۶ برادرانِ یوسفؑ کی سازش
- آیات ۳۴ تا ۱۹ حضرت یوسفؑ عزیز مصر کے گھر میں
- آیات ۵۳ تا ۳۵ حضرت یوسفؑ قید خانہ میں

- آیات ۵۴ تا ۵۷ حضرت یوسفؑ شاہِ مصر کے دربار میں
- آیات ۵۸ تا ۹۳ برادرانِ یوسفؑ دربارِ یوسفؑ میں
- آیات ۹۴ تا ۱۰۱ حضرت یعقوبؑ کے خاندان کی مصر آمد
- آیات ۱۰۲ تا ۱۱۱ انسانوں کی اکثریت کے طرزِ عمل پر بصیرت افروز تبصرہ

آیات ۱ تا ۳

قرآن کریم ایک عام فہم کتاب ہے

الف۔ لا۔ م۔ ر	الرَقَم
یہ واضح کتاب کی آیات ہیں۔	تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ①
بے شک ہم نے نازل کیا ہے اُسے قرآنِ عربی (بنا کر)	إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا
تاکہ تم سمجھ سکو۔	لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ②
اے نبی! ہم بیان کرتے ہیں آپؐ پر بہترین پیرائے میں	نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ
جیسا کہ ہم نے آپؐ کی طرف وحی کیا یہ قرآن	بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَذَا الْقُرْآنَ
اور بے شک آپؐ تھے اس سے پہلے یقیناً جاننے والوں میں سے۔	وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ ③

یہ آیات واضح کر رہی ہیں کہ قرآنِ حکیم ایک عام فہم کتاب ہے۔ یہ فلسفیانہ اسلوب کی کتاب نہیں جسے سمجھنے کے لیے پہلے فلسفہ کا کچھ بنیادی علم سیکھنا اور اصطلاحات کا جاننا ضروری ہو۔ اس کا اسلوب سادہ اور عملی ہدایات کے اعتبار سے دو اور دو چار کی طرح آسان ہے۔ کلام متکلم کی صفت اور اس کے کمالات کا عکاس ہوتا ہے۔ قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کی صفاتِ عالیہ کا مظہر

ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت ہمارے حواس کی سرحدوں سے بہت بلند ہے اسی طرح اُس کی صفات کو سمجھنا بھی ہمارے لیے ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا کہ لوح محفوظ میں موجود اپنے کلام کو زبانِ عربی کی صورت میں نازل فرمایا تاکہ لوگ اسے سمجھ سکیں اور اس کے مضامین پر غور و فکر کر سکیں۔

آیات ۶ تا ۴۲

حضرت یوسفؑ کا خوش کن خواب

یاد کرو جب کہا یوسفؑ نے اپنے والد سے	اِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ
اے ابا جان! بے شک میں نے دیکھا ہے (خواب میں) گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو	يَا بَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
میں نے دیکھا ہے انہیں کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔	رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ ﴿٦﴾
فرمایا یعقوبؑ نے اے میرے بچے!	قَالَ يَبْنَىٰ
نہ بیان کرنا اپنا خواب اپنے بھائیوں سے	لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ
ورنہ وہ تدبیر کرنے لگیں گے تیرے خلاف بری تدبیر	فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا
بے شک شیطان تو انسان کا کھلا دشمن ہے۔	إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٧﴾
اسی طرح چن لے گا تجھے تیرا رب	وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ
اور تجھے سکھائے گا باتوں کی حقیقت کا علم (اور خوابوں کی تعبیر)	وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ

اور پوری کرے گا اپنی نعمت تجھ پر	وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ
اور آلِ یعقوبؑ پر	وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ
جیسا کہ اُس نے پورا کیا تھا اسے تیرے دو باپوں پر اس سے پہلے یعنی ابرہیمؑ اور اسحاقؑ پر	كَمَا أَتَتْهَا عَلَىٰ أَبِيكَ مِنْ قَبْلُ ۖ اِبْرَاهِيمَ وَاسْحَاقَ
بے شک تیرا رب سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔	إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝۱۰

۱۰

ان آیات میں حضرت یوسفؑ کے خواب کا ذکر ہے جس میں انہیں بلند درجات کے حصول کی بشارت دی گئی۔ انہیں دکھایا گیا کہ سورج، چاند اور گیارہ ستارے اُن کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔ حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کو خواب میں دی جانے والی اس بشارت سے آگاہ کیا کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاملہ فہمی کی بصیرت اور بلند مقام و مرتبہ عطا فرمائے گا۔ ساتھ ہی منع کیا کہ وہ اس خواب کا تذکرہ اپنے سوتیلے بھائیوں سے نہ کریں ورنہ وہ حسد کی آگ میں جل کر کوئی سازش کریں گے۔ دراصل یہ شیطان ہے جو انسانوں کا دشمن ہے اور بھائیوں کے درمیان حسد اور بغض کی آگ بھڑکاتا ہے۔

آیات ۷ تا ۱۰

برادرانِ یوسفؑ کی سازش

یقیناً یوسفؑ اور اُن کے بھائیوں کے معاملہ میں (عبرت کی) کئی نشانیاں ہیں پوچھنے والوں کے لیے۔	لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٍ لِّلسَّاعِدِينَ ۝۱۱
جب کہا بھائیوں نے یقیناً یوسفؑ اور اُس کا بھائی زیادہ محبوب ہیں ہمارے والد کو ہم سے	إِذْ قَالُوا لِيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِمَّا

وَنَحْنُ عُصْبَةٌ	جب کہ ہم ایک جتھا ہیں
إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ①	بے شک ہمارے والد کھلی خطا پر ہیں۔
اقْتُلُوا يُوسُفَ	قتل کرو یوسف کو
أَوْ اطْرَحُوهُ أَرْضًا	یا پھینک دو اُسے کسی جنگل میں
يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ أَبِيكُمْ	تاکہ خالص ہو جائے تمہارے لیے توجہ تمہارے والد کی
وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ ②	اور بن جاؤ اِس کے بعد نیک لوگ۔
قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ	کہا ایک کہنے والے نے اُن میں سے
لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ	نہ قتل کرو یوسف کو اور
وَالْقُوَّةُ فِي غَيْبَتِ الْجُبِّ	ڈال دو اُسے کسی اندھے کنوئیں میں
يَلْتَقِطَهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ	اٹھا کر لے جائے گا اُسے کوئی قافلہ۔
إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ ③	اگر تم کچھ کرنے ہی والے ہو۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ حضرت یوسفؑ کے واقعہ میں عبرت حاصل کرنے کی نشانیاں ہیں۔ جس طرح برادرانِ یوسفؑ نے حضرت یوسفؑ کے خلاف سازش کی اور جلاوطن کیا اسی طرح قریش نبی اکرم ﷺ کو ہجرت پر مجبور کر دیں گے۔ پھر جلاوطنی میں جیسا عروج و افتدار حضرت یوسفؑ کو حاصل ہوا ویسا ہی عروج و افتدار نبی اکرم ﷺ کو حاصل ہوگا۔ دراصل حضرت یعقوبؑ، حضرت یوسفؑ سے اُن کے حسن، ذہانت اور کریمانہ اطوار و اخلاق کی وجہ سے زیادہ محبت کرتے تھے۔ بھائیوں کو حضرت

یوسفؑ سے حسد ہوا اور وہ انہیں قتل کرنا چاہتے تھے لیکن بڑے بھائی نے منع کیا کہ قتل نہ کرو بلکہ انہیں کسی اندھے کنوئیں میں ڈال دو۔ کوئی راہ چلتا قافلہ انہیں اپنے ساتھ لے جائے گا۔

آیات ۱۱ تا ۱۴

برادرانِ یوسفؑ کی حضرت یعقوبؑ سے درخواست

قَالُوا يَا بَنَا	کہا برادرانِ یوسفؑ نے اے ابا جان!
مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَى يُوسُفَ	کیا ہے آپ کو! آپ اعتبار ہی نہیں کرتے ہم پر یوسفؑ کے بارے میں
وَإِنَّا لَهُ لَنَصْحُونَ ۝۱۱	اور بے شک ہم اُس کے واقعی خیر خواہ ہیں۔
أَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا	بھیج دیجیے اُسے ہمارے ساتھ کل
يَزِيدَ وَيَلْعَبَ	تاکہ کھائے پیے اور کھیلے کودے
وَإِنَّا لَهُ لَحَفُظُونَ ۝۱۲	اور بے شک ہم اُس کی یقیناً حفاظت کرنے والے ہیں۔
قَالَ إِنِّي لَيَحْزُنُنِي	فرمایا یعقوبؑ نے بے شک یہ اندیشہ واقعی غمگین کرتا ہے مجھے
أَنْ تَذْهَبُوا بِهِ	کہ تم لے جاؤ اُسے
وَإِخَافُ أَنْ يَأْكُلَهُ الدِّيبُ	اور میں ڈرتا ہوں کہ کھا جائے اُسے بھیڑیا
وَأَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُونَ ۝۱۳	اور تم اُس سے غافل ہو۔

قَالُوا لَيْنَ أَكَلَهُ الذِّئْبُ	کہا برادرانِ یوسفؑ نے اگر کھا جائے اُسے بھیڑیا
وَلَحْنُ عَصَبَةٍ	جب کہ ہم ایک جتھا ہیں
إِنَّا إِذَا لَخُسِرُونَ ﴿۱۴﴾	بلاشبہ ہم تب تو واقعی خسارہ پانے والے ہوں گے۔

حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے والد صاحب سے درخواست کی کہ کل جب ہم بکریاں چرانے جائیں تو یوسفؑ کو بھی ہمارے ساتھ بھیج دیجیے گا تاکہ وہ سیر و تفریح کر لے۔ انہوں نے والد صاحب کو یقین دہانی کرائی کہ ہم اُس کے خیر خواہ، ہم درد اور حفاظت کرنے والے ہیں۔ حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ تم کسی وقت یوسفؑ سے غافل ہو اور کوئی بھیڑیا اُسے کھا جائے۔ حضرت یعقوبؑ نے یوسفؑ کے بھائیوں پر اُن کے حسد کے حوالے سے کسی خدشہ کا اظہار نہیں فرمایا تاکہ اُن کی دشمنی مزید نہ بڑھ جائے۔ بھائیوں نے حضرت یوسفؑ کی حفاظت کی یقین دہانی کرائی اور حضرت یعقوبؑ کو آمادہ کر ہی لیا کہ وہ حضرت یوسفؑ کو ساتھ لے جانے کی اجازت دے دیں۔

آیت ۱۵

برادرانِ یوسفؑ کا حضرت یوسفؑ کے خلاف اقدام

فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ	جب بھائی یوسفؑ کو لے گئے
وَاجْعُوا أَنْ يَجْعَلُوهُ فِي غِيَابَتِ الْجُبِّ	اور وہ متفق ہو گئے کہ ڈال دیں انہیں کسی اندھے کنویں میں
وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ	اور ہم نے وحی کیا یوسفؑ کی طرف
لَتُنَبِّئَهُمْ بِأَمْرِهِمْ هَذَا	آپؑ ضرور (ایک وقت) آگاہ کریں گے بھائیوں کو اُن کے اِس فعل سے

وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٥﴾

جب کہ بھائی (اس وحی کی) خبر نہیں رکھتے تھے۔

حضرت یوسفؑ کو اُن کے بھائیوں نے اندھے کنوئیں میں ڈال دیا۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ حضرت یوسفؑ کی دل جوئی کی۔ اس آیت میں وحی سے مراد الہام ہے کیوں کہ ابھی حضرت یوسفؑ کم سن تھے اور منصب نبوت پر سرفراز نہیں ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بشارت دی کہ وہ نجات پائیں گے، اعلیٰ منزلت کو پہنچیں گے، اُن کے بھائی اُن کے سامنے عاجز ہو کر پیش ہوں گے اور وہ انہیں اُن کے حاسدانہ فعل سے آگاہ کریں گے۔

آیات ۱۸ تا ۱۶

برادرانِ یوسفؑ کا حضرت یعقوبؑ کے سامنے جھوٹا بیان

اور برادرانِ یوسفؑ آئے اپنے والد کے پاس عشاء کے وقت روتے ہوئے۔	وَجَاءُوا أَبَاهُمْ عِشَاءً يَبْكُونَ ﴿١٦﴾
کہنے لگے اے ہمارے ابا جان!	قَالُوا يَا أَبَانَا
بے شک ہم گئے، دوڑ کا مقابلہ کرنے لگے	إِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ
اور ہم چھوڑ گئے یوسفؑ کو اپنے سامان کے پاس	وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا
تو کھا گیا اُسے بھیڑیا	فَاكَلَهُ الذِّئْبُ
اور آپؑ تو نہیں ماننے والے ہماری بات	وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا
اور اگرچہ ہم سچے ہوں۔	وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ ﴿١٧﴾
اور وہ لگالائے یوسفؑ کے کرتے پر جھوٹا خون	وَجَاءُوا عَلَى قَبْرِهِ بِدَمٍ كَذِبٍ

فرمایا یعقوبؑ نے بلکہ بنالی ہے تمہارے لیے تمہارے جیوں نے ایک بات	قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا
پس اب تو ہے خوب صورت صبر	فَصَبِّرْْ جَبِيلٌ
اور اللہ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے اُس پر جو تم بیان کرتے ہو۔	وَاللَّهُ السُّتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ ﴿۱۸﴾

برادرانِ یوسفؑ رات میں عشاء کے وقت حضرت یعقوبؑ کے پاس آئے تاکہ چہروں پر جھوٹ کی سیاہی رات کی تاریکی میں ظاہر نہ ہو۔ انہوں نے جھوٹا بہانہ کیا کہ یوسفؑ کو بھیڑیے نے کھالیا ہے۔ چوں کہ وہ عادی مجرم نہیں تھے لہذا بے وقوفی یہ کہ حضرت یوسفؑ کے کرتے کو بغیر پھاڑے ہوئے صرف اُس پر خون لگا کر لے آئے۔ حضرت یعقوبؑ نے سالم کرتا دیکھا تو اپنے بیٹوں سے کہہ دیا کہ تم غلط بیانی کر رہے ہو۔ بھیڑیا تو درندگی کی علامت ہے، وہ اتنا مہذب کیسے ہو سکتا ہے کہ پہلے بچہ کا کرتا اتارے اور پھر اُسے کھائے؟ بیٹوں کی بات تسلیم نہ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ انہیں حضرت یوسفؑ کا خواب معلوم تھا اور خواب کی تعبیر یہ تھی کہ حضرت یعقوبؑ اپنی زندگی میں حضرت یوسفؑ کو بلند مقام و مرتبہ پر دیکھیں گے۔

آیات ۱۹ تا ۲۲

حضرت یوسفؑ عزیز مصر کے گھر میں

وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ	اور آیا ایک قافلہ
فَارْسَلُوا وَارِدَهُمْ	تو انہوں نے بھیجا اپنے پانی بھرنے والے کو
فَادُلِيَ دُلُوكَ	پھر اُس نے لٹکایا اپنا ڈول
قَالَ يَبَشِّرْ هَذَا غُلَمٌ	اُس نے کہا واہ خوش خبری! یہ تو ایک لڑکا ہے
وَاسْرُوهُ بِضَاعَةً	اور انہوں نے چھپالیا اُسے ایک اثاثہ کے طور پر

وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿١٩﴾	اور اللہ خوب جاننے والا ہے اُسے جو وہ کر رہے تھے۔
وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ	اور اُنہوں نے بیچ دیا اُسے تھوڑی قیمت میں یعنی گنتی کے چند درہم میں
وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الرَّاهِدِينَ ﴿٢٠﴾	اور وہ ہوئے اس معاملہ میں کم پر راضی ہونے والے۔
وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِّصْرَ لِمَرْأَتِهِ	اور کہا اُس نے جس نے خریدا تھا یوسف کو مصر میں اپنی بیوی سے
اَكْرِمِي مَثْوَاهُ	باعزت رکھو اُس کی رہائش
عَسَىٰ اَنْ يَنْفَعَنَا	ممکن ہے وہ فائدہ پہنچائے ہمیں
اَوْ نَتَّخِذَ لَهُ وَلَدًا	یا ہم بنالیں اُسے بیٹا
وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْاَرْضِ	اس طرح ہم نے آباد کیا یوسف کو سرزمین مصر میں
وَلِنُعَلِّمَهُ مِنْ تَاْوِيلِ الْاَحَادِيثِ	اور تاکہ ہم سکھائیں اُسے باتوں کی حقیقت کا علم
وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ اَمْرِهِ	اور اللہ غالب ہے اپنے معاملے پر
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢١﴾	اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔
وَلَمَّا بَلَغَ اَشَدَّهٖ	اور جب پہنچے یوسف اپنی عمر کی پختگی کو
اَتَيْنَهُ حُكْمًا وَعِلْمًا	ہم نے دی اُنہیں حکمت اور علم
وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿٢٢﴾	اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔

ان آیات میں بیان کیا گیا کہ ایک قافلہ نے حضرت یوسفؑ کو کنوئیں سے نکالا اور مصر میں لے جا کر فروخت کر دیا۔ مصر میں حضرت یوسفؑ کو ایک اہم منصب دار نے خریداجو "عزیز مصر" کہلاتا تھا۔ اُس نے اپنی بیوی (زلیخا) سے کہا کہ اس بچہ کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ ہم اُسے منہ بولا بیٹا بنالیں گے یا اُس سے کوئی اور فائدہ حاصل کریں گے۔ عزیز مصر دراصل شہر کے انتظامی امور کا ذمہ دار تھا۔ شہر کے مسائل پر غور و فکر کے لیے ماہرین کے اجلاس اُس کے گھر میں منعقد ہوتے تھے۔ مسائل کے اسباب پر مختلف زاویوں سے غور ہوتا اور اُن کے تمام ممکنہ حل زیر بحث آتے۔ ان اجلاسوں میں شرکت سے حضرت یوسفؑ کی تربیت ہوئی اور وہ باتوں کی تہ تک پہنچنے کا فن سیکھ گئے۔ پھر جب وہ سمجھ داری کی عمر کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں نبوت کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔

آیات ۲۳ تا ۲۴

اللہ اپنے بندوں کے کردار کی حفاظت فرماتا ہے

اور مائل کیا گناہ کی طرف یوسفؑ کے جی کو اُس عورت نے، آپؑ تھے جس کے گھر میں	وَرَاودَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ
اور اُس نے بند کر دیے تمام دروازے	وَعَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ
اور کہنے لگی جلدی کرو	وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ
فرمایا یوسفؑ نے اللہ کی پناہ	قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ
بے شک وہ (یعنی عورت کا شوہر) میرا آقا ہے جس نے بہت عمدہ دی ہے مجھے رہائش	إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ
بے شک کامیاب نہیں ہوتے ظالم۔	إِنَّهُ لَا يَفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿٢٣﴾

اور یقیناً وہ عورت مائل ہو گئی یوسفؑ کی طرف	وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ
اور وہ بھی مائل ہو جاتے اُس عورت کی طرف	وَهُمَّ بِهَا
اگر یہ نہ ہوتا کہ اُنہوں نے دیکھ لی دلیل اپنے رب کی	كَوْلَا اَنْ ذَا بُرْهَانَ رَبِّهِ
اسی طرح ہوا تا کہ ہم دور کر دیں اُن سے برائی اور بے حیائی	كَذَلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ
بے شک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھے۔	اِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ ﴿۲۳﴾

عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسفؑ کو دعوتِ گناہ دی۔ انبیائے کرامؑ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتے ہیں اور وہ انہیں اپنی نافرمانی سے بچا لیتا ہے۔ حضرت یوسفؑ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی برہان یعنی دلیل دکھائی کہ وہ گناہ سے محفوظ رہے۔ ایک روایت میں ہے کہ برہان کے طور پر حضرت یوسفؑ کو قرآن کریم کی ایک آیت دکھائی گئی تھی جس نے اُن کو فعلِ بد میں مبتلا ہونے سے منع کیا۔ اُنہوں نے دعوتِ گناہ کے بدلہ میں ارشاد فرمایا مَعَاذَ اللّٰهِ اللّٰہ کی پناہ (یعنی گناہ سے بچنے کے لیے اللہ ہی کی پناہ میں آنا چاہیے)، اِنَّہٗ رَبِّیْ اَحْسَنُ مَثْوًی ... بے شک وہ (یعنی عزیز مصر) میرا آقا ہے جس نے بہت عمدہ دی ہے مجھے رہائش (یعنی احسان مندی کا تقاضا ہے کہ محسن کے ساتھ خیانت نہ کی جائے) اور اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ... بے شک کامیاب نہیں ہوتے ظالم (یعنی زانی ناکام و نامراد ہونے والا ایسا ظالم ہے جو ظلم کرتا ہے اپنی ذات، اپنے خاندان، ایک عورت، عورت کے شوہر، عورت کے قرابت داروں، مولود اور پورے ملک و قوم پر)۔

آیات ۲۵ تا ۲۹

حضرت یوسفؑ پر الزام جھوٹا ثابت ہوا

اور وہ دونوں (یوسفؑ اور عزیز مصر کی بیوی) دوڑ پڑے	وَأَسْتَبَقَا الْبَابَ
---	------------------------

دروازے کی طرف	
اور اُس عورت نے پھاڑ ڈالا آپ کا کرتا پیچھے سے	وَقَدَّتْ قَبِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ
اور اُن دونوں نے پایا عورت کے شوہر کو دروازے کے پاس	وَالْفَيَّا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ
وہ بولی کیا سزا ہے اُس کی جو ارادہ کرے تیری گھر والی کے ساتھ برائی کا	قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا
سوائے اس کے کہ اُسے قید کر دیا جائے یا دردناک سزا دی جائے۔	إِلَّا أَنْ يُسَجَّنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝۲۵
فرمایا یوسفؑ نے اس نے مائل کیا گناہ کی طرف میرے جی کو	قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَفْسِي
اور گواہی دی ایک گواہ نے اُس عورت کے گھر والوں میں سے	وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا
اگر اُس کا کرتا پھاڑا گیا ہے سامنے سے	إِنْ كَانَ قَبِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ
تو عورت نے سچ کہا اور یوسفؑ ہیں جھوٹوں میں سے۔	فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَذَّابِينَ ۝۲۶
اور اگر اُس کا کرتا پھاڑا گیا ہے پیچھے سے	وَإِنْ كَانَ قَبِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ
تو عورت نے جھوٹ کہا اور یوسفؑ ہیں سچوں میں سے۔	فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝۲۷
جب عزیز مصر نے دیکھا یوسفؑ کے کرتے کو کہ وہ پھاڑا	فَلَمَّا رَأَى قَبِيصَهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ

گیا ہے پیچھے سے	
کہنے لگا بلاشبہ (اے عورتو!) یہ تمہارے فریبوں میں سے ہے	قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكِنَّ
بے شک تم عورتوں کا فریب بڑا ہوتا ہے۔	إِنَّ كَيْدَكِنَّ عَظِيمٌ ۝۲۸
اے یوسف! درگزر کرو اس معاملہ کو	يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَذَا
اور اے میری زوجہ بخشش مانگ اپنے گناہ کی	وَاسْتَغْفِرْ لِي ذَنْبِكِ
بے شک تم ہو خطاکاروں میں سے۔	إِنَّكَ كُنْتَ مِنَ الْخَاطِئِينَ ۝۲۹

گناہ سے بچنے کے لیے حضرت یوسفؑ دروازے کی طرف دوڑے۔ عزیز کی بیوی اُن کے پیچھے دوڑی اور اُن کا کرتا پکڑ کر کھینچا جس سے کرتا پیچھے سے پھٹ گیا۔ جیسے ہی حضرت یوسفؑ نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ عزیز سامنے کھڑا ہے۔ عزیز کی بیوی نے فوراً اپنے شوہر کے سامنے حضرت یوسفؑ پر بہتان لگایا کہ اُنہوں نے میرے ساتھ گناہ کی کوشش کی ہے۔ حضرت یوسفؑ نے اس بہتان کی نفی کی لیکن اپنی صفائی پیش کرنے کے لیے صرف اتنے ہی الفاظ کا استعمال کیا جو نہایت ضروری تھے اور تہمت لگانے والی پر غصہ کا اظہار نہیں کیا۔ بعد ازاں اُن کے کرتے کے پچھلی طرف سے پھٹنے نے ثابت کر دیا کہ دعوتِ گناہ دینے والی عزیز کی بیوی تھی۔

آیات ۳۰ تا ۳۲

بیگماتِ مصر کا مکرو فریب

اور کہنے لگیں عورتیں شہر میں	وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ
عزیز کی بیوی مائل کرتی ہے گناہ کی طرف اپنے غلام کے	امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَنْ نَفْسِهِ

جی کو	
وہ تو چھا گیا ہے اُس پر محبت کے اعتبار سے	قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا
بلاشبہ ہم تو یقیناً دیکھتی ہیں اُس عورت کو کھلی گم راہی میں۔	إِنَّا لَنَرَاهَا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝۳۰
پس جب عزیز کی بیوی نے سنا اُن عورتوں کی مکارانہ باتوں کو	فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ
تو اُس نے اُنہیں بلا بھیجا	أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ
اور تیار کی اُن کے لیے ایک فرشی نشست	وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكًا
اور دی اُن میں سے ہر ایک کو چھری	وَأَتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا
اور کہا یوسفؑ سے گزرو اُن کے سامنے سے	وَقَالَتْ أَخْرِجْ عَلَيَّهِنَّ
جب اُنہوں نے دیکھا یوسفؑ کو تو بہت بڑا پایا آپؑ کو	فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ
اور کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ	وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ
کہنے لگیں اللہ کی پناہ! یہ تو انسان نہیں ہے	وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هَذَا بَشَرًا
یہ نہیں ہے مگر ایک عزت والا فرشتہ۔	إِنْ هَذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ۝۳۱
کہا عزیز کی بیوی نے تو وہ یہی ہے تم نے مجھے ملامت کی تھی جس کے بارے میں	قَالَتْ فَذَلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَّنِي فِيهِ
واقعی میں نے مائل کیا گناہ کی طرف اُس کے جی کو	وَلَقَدْ رَاوَدْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ

فَاسْتَعْصَمَ	پھر وہ بچا ہی رہا
وَلَيْنَ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ أَمْرُهُ	اور اگر اُس نے نہ کیا وہ کچھ جس کا میں حکم دے رہی ہوں اُسے
لَيُسْجَنَنَّ	تو وہ ضرور قید کر دیا جائے گا
وَلَيَكُونَنَّ مِنَ الصَّغِيرِينَ ۝۳۱	اور ضرور ہو جائے گا بے عزت لوگوں میں سے۔

ان آیات میں مصر کے افسران کی بیگمات کی حیا سوز اخلاقی پستی کا ذکر ہے۔ انہوں نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا کہ عزیز مصر کی بیوی ایک نوجوان خادم پر کیوں غدا ہو گئی ہے؟ گویا اگر اُسے فدا ہونا ہی ہے تو کسی امیر زادے پر فدا ہو۔ عزیز کی بیوی نے ان بیگمات کو ایک دعوت میں مدعو کیا اور اُن کے سامنے سے حضرت یوسفؑ کو گزرنے کا حکم دیا۔ وہ سب کی سب حضرت یوسفؑ کو دیکھتے ہی اُن پر فدا ہو گئیں اور اُن کی توجہ حاصل کرنے کے لیے انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ اب عزیز کی بیوی نے بڑی ڈھٹائی سے اعلان کیا کہ یہ ہے وہ حسین نوجوان جس کے بارے میں مجھے ملامت کی جا رہی تھی۔ میں نے اُسے دعوتِ گناہ دی لیکن ابھی تک اُس نے میری خواہش پوری نہیں کی۔ اب اُسے میری بات ماننی ہوگی ورنہ اُسے قید خانہ میں ڈال دیا جائے گا۔

آیات ۳۳ تا ۳۵

اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر پاکیزہ رہنا ناممکن ہے

يُوسُفُ نَ عَرَضَ كِي اے ميرے رب! قید خانہ مجھے زیادہ عزیز ہے اُس گناہ سے، وہ مجھے بلارہی ہیں جس کی طرف	قَالَ رَبِّ السَّجُنُ احَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي اِلَيْهِ
اور اگر تو نے دور نہ کیا مجھ سے اُن کے فریب کو	وَالَا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ

أَصْبُ إِلَيْهِنَّ	تو میں تو مائل ہو جاؤں گا اُن کی طرف
وَ أَكُنْ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۝۳۱	اور ہو جاؤں گا جاہلوں میں سے۔
فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ	پس قبول فرمائی اُن کی دعا اُن کے رب نے
فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ	اور دور کر دیا اُن سے اُن عورتوں کے فریب کو
إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝۳۲	بے شک وہی ہے سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔
ثُمَّ بَدَأَ لَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا رَأَوُا الْآيَاتِ	پھر ظاہر ہوا مصر کے ارباب اختیار کے لیے، اس کے بعد کہ اُنہوں نے دیکھیں کئی علامات
لَيَسْجُنَنَّهُ فَحَتَّىٰ حِينٍ ۝۳۳	کہ وہ ضرور ہی قید کر دیں یوسفؑ کو کچھ عرصہ تک۔

ع

جب حضرت یوسفؑ نے دیکھا کہ اب صرف عزیز مصر کی بیوی ہی نہیں دیگر بیگمات بھی اُنہیں دعوتِ گناہ دے رہی ہیں تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑی عاجزی کے ساتھ التجا کی کہ اے میرے رب! مجھے قید خانے کی صعوبتیں زیادہ پسند ہیں اُس گناہ سے جس کی طرف وہ عورتیں مجھے مائل کر رہی ہیں۔ آپ ہی اُن کا یہ فریب مجھ سے دور کر سکتے ہیں ورنہ میں تو اُن کی طرف مائل ہو جاؤں گا۔ بہر حال اللہ کے بندے، اللہ سے دعا کر کے کبھی بھی محروم نہیں رہتے۔

افلاک سے آتا ہے ، نالوں کا جواب آخر

اُٹھتے ہیں حجاب آخر، کرتے ہیں خطاب آخر

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کی دعا سن لی اور اُنہیں گناہ سے محفوظ رکھا۔ ایک ایسے نوجوان شخص کے لیے جس کا پردیس میں نہ اپنا گھر ہو اور نہ وہ شادی شدہ ہو، ایسے حالات میں پاکیزہ رہنا، بلاشبہ پاکیزگی کی معراج ہے۔ یہ اُن پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم تھا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر کسی کے لیے پاکیزہ رہنا ناممکن ہے۔ البتہ مصر کے ارباب اختیار نے محسوس کر لیا کہ وہ اپنی بیگمات کو قابو

نہیں کر سکتے لہذا انہوں نے فیصلہ کیا کہ حضرت یوسفؑ کو ہی قید کر دیا جائے۔ اس طرح حضرت یوسفؑ کا قید میں ڈالا جانا درحقیقت اُن کی اخلاقی فتح اور مصر کے ارباب اختیار کی اخلاقی شکست کا اعلان تھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی شخص پر جرم ثابت کیے بغیر بس یوں ہی پکڑ کر جیل بھیج دینا بے ایمان حکمرانوں کی پرانی روایت ہے۔ اس معاملہ میں آج کے شیاطین چار ہزار برس پہلے کے اثرار سے بھی زیادہ برے ہیں۔ وہ جمہوریت یا قانون کا نام نہیں لیتے تھے جب کہ یہ جمہوریت اور قانون کی پاس داری کا دعویٰ کرنے کے باوجود غیر قانونی حرکتیں کرتے ہیں۔ وہ صرف ظالم تھے اور یہ اس کے ساتھ جھوٹے اور بے حیا بھی ہیں

آیت ۳۶

دوقیدیوں کے خواب

اور داخل ہوئے یوسفؑ کے ساتھ قید خانے میں دو نوجوان	وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيْنِ
کہا اُن میں سے ایک نے	قَالَ أَحَدُهُمَا
بے شک میں دیکھتا ہوں اپنے آپ کو (خواب میں) کہ نچوڑ رہا ہوں شراب	إِنِّي أَرَانِي أَعْصِرُ خَمْرًا
اور کہا دوسرے نے	وَقَالَ الْآخَرُ
بے شک میں دیکھتا ہوں اپنے آپ کو (خواب میں) کہ اٹھا رہا ہوں اپنے سر پر روٹی	إِنِّي أَرَانِي أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي خُبْزًا
کھا رہے ہیں پرندے اُس میں سے	تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ
بتائیے ہمیں ان خوابوں کی تعبیر	نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِ

إِنَّا نُرَاكَ مِنَ الْحُسَيْنِينَ ﴿۳۶﴾

بے شک ہم دیکھتے ہیں آپؑ کو نیک لوگوں میں سے۔

اس آیت میں دو نوجوان قیدیوں کے خوابوں کا ذکر ہے۔ یہ نوجوان شاہ مصر کے محل میں ملازم تھے۔ ایک ساتی تھا اور دوسرا باورچی۔ اُن پر الزام تھا کہ اُن میں سے کسی ایک نے بادشاہ کو زہر دینے کی کوشش کی ہے۔ اُنہیں قید خانے میں حضرت یوسفؑ کی سچائی اور پاکیزہ کردار کا تجربہ ہوا۔ پھر اُن کی علمی بصیرت کا بھی اندازہ ہوا۔ اُن دونوں نے حضرت یوسفؑ کے سامنے اپنے اپنے خواب بیان کیے تاکہ اُن کی تعبیر جان سکیں۔ ایک نے کہا کہ وہ بادشاہ کو خواب میں شراب پلا رہا ہے۔ دوسرے نے کہا کہ اُس نے خواب میں دیکھا ہے کہ اُس کے سر پر روٹی ہے جس میں سے پرندے کھا رہے ہیں۔

آیات ۷ تا ۳۰

قید خانہ کا حکیمانہ وعظ

قَالَ لَا يَأْتِيَكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ	فرمایا یوسفؑ نے نہیں آئے گا تمہارے پاس کھانا جو تمہیں دیا جاتا ہے
إِلَّا نَبَأْتُكُمَا بَتَاوِيلِهِ	مگر میں بتا دوں گا تمہیں اس کی تعبیر
قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا	اس سے پہلے کہ وہ آئے تمہارے پاس
ذِكْرًا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي	یہ اُس میں سے ہے جو سکھایا ہے مجھے میرے رب نے
إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ	میں نے چھوڑ دیا ہے اُن لوگوں کا دین جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر
وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ﴿۳۷﴾	اور وہ آخرت کا بھی انکار کرنے والے ہیں۔
وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ	اور میں نے پیروی کی اپنے باپ دادا ابراہیمؑ اور اسحاقؑ

اور یعقوبؑ کے دین کی	
نہیں ہے ہمارے لیے جائز کہ ہم شریک کریں اللہ کے ساتھ کسی کو	مَا كَانَ لَنَا أَنْ نُشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ
یہ اللہ کے فضل میں سے ہے ہم پر اور لوگوں پر	ذَلِكَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ
اور لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔	وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿۳۸﴾
اے قید خانے کے ساتھیو!	يَصَاحِبِ السِّجْنِ
کیا جاد اجدار ب بہتر ہیں	ءَارْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ
یا اللہ جو اکیلا ہے، سب پر غالب ہے؟	أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾
تم نہیں عبادت کرتے اُس کے سوا مگر چند ناموں کی	مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءُ
رکھ لیے ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے	سَبَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ
نہیں اتاری اللہ نے اُن کے لیے کوئی سند	مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ
نہیں ہے فیصلہ کرنے کا اختیار مگر اللہ ہی کا	إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ
اُس نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم عبادت نہ کرو مگر صرف اُسی کی	أَمَرَ إِلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ
یہی سیدھا دین ہے	ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ
اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔	وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۴۰﴾

حضرت یوسفؑ نے دونوں قیدیوں کو نہ صرف اُن کے خوابوں کی تعبیر بتائی بلکہ اُن کے سامنے ایسا حکیمانہ و عطا ارشاد فرمایا جو ایمانی حقائق اور عملی ہدایات کا حسین امتزاج لیے ہوئے تھا۔ انہوں نے ارشاد فرمایا :

- i. میرے پاس جو بھی علم ہے وہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔
- ii. اللہ تعالیٰ نے مجھے علم کی دولت اس لیے دی ہے کہ میں نے اُن لوگوں کی روش اختیار نہیں کی جو اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔
- iii. میں نے اپنے صالح آباء و اجداد کی پیروی کرتے ہوئے توحید کی راہ اختیار کی۔
- iv. توحید کا عقیدہ تمام انسانوں کے لیے بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ انسان کو باوقار کردار کا حامل بناتا ہے۔ یہ عقیدہ در در پر سر جھکانے، اسباب کے خوف اور دوسروں کی خوشامد و چاپلوسی کی ذلت سے بچاتا ہے۔ بقول اقبال ۛ
یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات
- v. لوگوں کی اکثریت ناشکری کرتے ہوئے توحید کا راستہ اختیار نہیں کرتی بلکہ خود ساختہ معبودوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کر دیتی ہے۔
- vi. معبودِ حقیقی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اُسی کا اختیار ہے کہ انسانوں کو احکامات دے ۛ
سروری زیبا فقط اُس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمران ہے اک وہی باقی بتانِ آزری
- vii. دعوتِ عمل کا نمایاں ترین مظہر یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت یعنی محبت کے ساتھ کلی اطاعت کی جائے۔ بالکل خالص دین یہی ہے۔

آیات ۴۱ تا ۴۲

قیدیوں کے خواب کی تعبیر

اے قید خانے کے ساتھیو!	يُصَاحِبِي السِّجْنِ
تو جو تم دونوں میں سے ایک ہے تو وہ پلائے گا اپنے مالک کو شراب	أَمَّا أَحَدُكُمَا فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا
اور جو دوسرا ہے تو وہ صلیب دیا جائے گا	وَأَمَّا الْآخَرُ فَيُصَلَّبُ
پس کھائیں گے پرندے اُس کے سر میں سے	فَتَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَأْسِهِ
فیصلہ کر دیا گیا اُس معاملہ کا جس کے بارے میں تم دونوں پوچھ رہے ہو۔	قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتَيْنِ ۝
فرمایا یوسفؑ نے اُس سے جس کے بارے میں انہوں نے گمان کیا کہ یقیناً وہ نجات پانے والا ہے اُن دونوں میں سے	وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِّنْهُمَا
ذکر کرنا میرا اپنے مالک کے پاس	اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ
تو بھلا دیا اُسے شیطان نے ذکر کرنا اپنے مالک کے پاس	فَأَنسَاهُ الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ
سو وہ رہے قید خانے میں چند برس۔	فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ ۝

حضرت یوسفؑ نے دونوں قیدیوں کے خواب کی تعبیر یہ بتائی کہ ایک قیدی رہا ہوگا اور دوبارہ بادشاہ کے ساتی کا منصب حاصل کر کے بادشاہ کو شراب پلانے کی ذمہ داری ادا کرے گا۔ دوسرے کو سزا کے طور پر صلیب پر لٹکا دیا جائے گا اور پرندے اُس کے سر

میں سے مغز نوچ نوچ کر کھائیں گے۔ حضرت یوسفؑ نے رہا ہونے والے قیدی سے کہا کہ بادشاہ کے سامنے ذکر کرنا کہ یوسفؑ بغیر کسی قصور کے جیل میں قید ہیں۔ شیطان نے ساقی کو یہ بات بھلا دی اور اُس نے بادشاہ کے سامنے حضرت یوسفؑ کا ذکر نہیں کیا۔ لہذا آپؑ مزید چند برس قید خانہ میں رہے۔

آیات ۴۳ تا ۴۴

بادشاہ کا خواب

اور کہا بادشاہ نے بے شک میں دیکھتا ہوں سات موٹی گائیں	وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَى سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ
کھارہی ہیں انہیں سات دہلی گائیں	يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ
اور سات سبز بالیاں ہیں اور دوسری خشک	وَسَبْعٌ سُتْبِلَاتٍ خُضِرٌ وَأُخَرَ يَلِيسٌ
اے سردارو! بتاؤ مجھے میرے خواب کے بارے میں	يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُءْيَايَ
اگر تم بتا سکتے ہو خواب کی تعبیر۔	إِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُونَ ﴿٤٣﴾
سرداروں نے کہا یہ تو پریشان خواب ہیں	قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ
اور نہیں ہیں ہم پریشان خوابوں کی تعبیر جاننے والے۔	وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ الْأَحْلَامِ بِعَالِمِينَ ﴿٤٤﴾

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کی رہائی کے لیے یہ صورت پیدا فرمائی کہ شاہ مصر نے ایک عجیب خواب دیکھا۔ اُس نے دیکھا کہ سات موٹی گائیں ہیں جنہیں سات دہلی گائیں کھا جاتی ہیں۔ اسی طرح اناج کی سات بالیاں سبز ہیں اور سات ہی خشک۔ بادشاہ نے اپنے سرداروں کو جمع کیا اور اُن سے خواب کی تعبیر پوچھی۔ انہوں نے اسے پریشان خواب قرار دے کر اس کی تعبیر بتانے سے معذرت کر لی۔

آیات ۴۵ تا ۴۹

بادشاہ کے خواب کی تعبیر

اور کہا اُس نے جس نے نجات پائی تھی اُن دونوں قیدیوں میں سے	وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا
اور یاد آیا اُسے ایک مدت بعد	وَاذْكُرْ بَعْدَ اُمَّةٍ
میں بتاتا ہوں تمہیں اس کی تعبیر سو بھیجو مجھے۔	اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاوِيلِهِ فَارْسِلُوْنِ ۝۴۵
اے یوسف! اے سچے انسان!	يُوسُفُ اِيَّهَا الصِّدِّيقُ
تعبیر بتائیے ہمیں اس خواب میں کہ سات موٹی گائیں ہیں	اَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سَوَانٍ
کھا جاتی ہیں انہیں سات دہلی گائیں	يَا كُلُّهُنَّ سَبْعُ عِجَافٍ
اور سات بالیاں ہیں سبز اور دوسری ہیں خشک	وَسَبْعِ سُتُبُلَاتٍ خُضِرٍ وَاُخْرَ يَبْسُتٍ
تاکہ میں واپس جاؤں لوگوں کی طرف	لَعَلِّي اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ
(اور) تاکہ وہ جان لیں۔	لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝۴۶
فرمایا یوسف نے تم کاشت کرو گے سات سال لگاتار	قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَابًّا
پھر جو تم کاٹو تو چھوڑ دو اُسے اُس کی بالی ہی میں	فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْبُلِهٖ
مگر تھوڑا سا اُس میں سے جسے تم کھاؤ۔	اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ۝۴۷

پھر آئیں گے اس کے بعد سات سال سخت	ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ
وہ کھا جائیں گے اُسے جو تم نے پہلے سے رکھا ہوگا اُن کے لیے	يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ
مگر تھوڑا سا اُس میں سے جو تم محفوظ رکھو گے بچ کے لیے۔	إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تَخْتِصُونَ ﴿٣٩﴾
پھر آئے گا اس کے بعد ایک سال	ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَامٌ
جس میں بارش برسائی جائے گی لوگوں پر	فِيهِ يُغَاثُّ النَّاسُ
اور اُس میں وہ (پھلوں کا) رس نکالیں گے۔	وَفِيهِ يَعْصِرُونَ ﴿٤٠﴾

ع
۱۶

ساتی نے بادشاہ سے کہا کہ وہ حضرت یوسفؑ سے خواب کی تعبیر پوچھ کر بتائے گا۔ حضرت یوسفؑ نے ساتی کو بتایا کہ سات سال خوش حالی کے آئیں گے جس میں کثرت سے پیداوار ہوگی۔ تم ان سالوں میں اناج کے دانے پھلیوں سے صرف اُس قدر نکالنا جو تمہاری خوراک کے لیے ضروری ہوں۔ اس کے بعد سات سال خشک سالی کے آئیں گے۔ اب پھلیوں میں محفوظ دانے استعمال کرنا لیکن کچھ بچالینا تاکہ آئندہ بیج کے لیے استعمال ہوں۔ پھر ایک ایسا سال آئے گا جس میں خوب بارش ہوگی اور بڑی عمدہ زرعی پیداوار ہوگی۔ بادشاہ کے خواب میں تو پندرہویں سال کی بابت کوئی اشارہ نہ تھا، مگر حضرت یوسفؑ نے وحی کی بنیاد پر بشارت دی کہ پندرہویں برس اتنی کثرت سے پھل ہوں گے کہ انہیں نچوڑ کر شراب بھی بنائی جائے گی اور میوہ جات کے رس بھی کشید کیے جائیں گے۔ حضرت یوسفؑ نے خواب کے ذریعہ سامنے آنے والا مسئلہ بھی بتایا اور مسئلہ کا حل بھی تجویز فرمادیا۔ البتہ اعلیٰ ظرفی دیکھیے کہ ساتی سے کوئی شکایت نہیں کی کہ تم نے میرے بلاقصور قید ہونے کے بارے میں بادشاہ کو کیوں نہیں بتایا؟

آیت ۵۰

بادشاہ کی طلبی اور حضرت یوسفؑ کا انکار

وَ قَالَ الْمَلِكُ اَنْتَ نَبِيٌّ	(خواب کی تعبیر سنتے ہی) بادشاہ نے کہا لے آؤ میرے پاس یوسفؑ کو
فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ	پھر جب آیا اُن کے پاس (بادشاہ کا) قاصد
قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ	فرمایا یوسفؑ نے واپس جاؤ اپنے مالک کے پاس
فَسَلِّهِ مَا بَالَ النِّسْوَةِ الَّتِي قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ	پھر پوچھو اُس سے کیا معاملہ ہے اُن عورتوں کا جنہوں نے کاٹ ڈالے تھے اپنے ہاتھ
اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ۝۵۰	بے شک میرا رب اُن کے فریب کو خوب جاننے والا ہے۔

بادشاہ نے ساقی سے خواب کی تعبیر سن کر کہا کہ ایسے صاحبِ بصیرت انسان کو میرے پاس لے کر آؤ۔ حضرت یوسفؑ نے قید کی طویل مدت سے عاجز ہونے کے باوجود صبر و برداشت کی اعلیٰ مثال قائم کی اور رہا ہونے سے انکار کر دیا۔ آپؑ نے مطالبہ کیا کہ پہلے معاملہ کی تحقیق ہو کہ مجھے کس وجہ سے قید کیا گیا ہے؟ اہمیت نیک نامی کی ہے۔ کسی شبہ یا بدگمانی کا داغ لے کر رہا ہونا نہیں قبول نہ تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ اُن کا بے قصور ہونا ثابت ہو جائے اور اُن کے کردار کی پاکیزگی سب کے سامنے آجائے۔

آیات ۵۱ تا ۵۳

بیگماتِ مصر کی حضرت یوسفؑ کے حق میں گواہی

قَالَ مَا خَطْبُكُمْ اِذْ رَاوْذُنَّ يُوسُفَ عَنْ نَّفْسِهِ	بادشاہ نے پوچھا (عورتوں سے) کیا معاملہ تھا تمہارا جب تم
---	---

نے مائل کیا گناہ کی طرف یوسفؑ کے جی کو	
عورتوں نے کہا اللہ کی پناہ!	قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ
نہیں جانی ہم نے اُس میں کوئی برائی	مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوِّ
کہا عزیز کی بیوی نے	قَالَتِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ
اب ظاہر ہو گیا ہے حق	اِنَّ حَصْحَصَ الْحَقِّ
میں نے مائل کیا تھا گناہ کی طرف اُس کے جی کو	اَنَا رَاوِدْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ
اور بلاشبہ وہ یقیناً سچوں میں سے ہے۔	وَ اِنَّهُ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۵۱﴾
یہ اس لیے ہے تاکہ عزیز جان لے کہ بے شک میں نے خیانت نہیں کی اُس کی عدم موجودگی میں	ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخْنُهُ بِالْغِیْبِ
اور یہ کہ بے شک اللہ نہیں چلنے دیتا خیانت کرنے والوں کی چال کو۔	وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِیْ كَيْدَ الْخٰیثِیْنَ ﴿۵۲﴾
اور میں بری نہیں ٹھہراتی اپنے نفس کو	وَمَا اُبْرِئُ نَفْسِیْ
بے شک نفس تو بہت حکم دینے والا ہے برائی کا	اِنَّ النَّفْسَ لَمَّارَةٌ بِالسُّوِّ
سوائے اُس کے جس پر رحم کرے میرا رب	اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ
بے شک میرا رب بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔	اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۵۳﴾

بادشاہ کے دریافت کرنے پر تمام بیگمات مصر نے گواہی دی کہ حضرت یوسفؑ انتہائی پاکیزہ کردار کے حامل انسان ہیں۔ عزیز مصر کی بیوی نے گناہ کی طرف مائل کرنے کے جرم کا اعتراف کیا اور آپؑ کی پاک دامنی کی تحسین کرتے ہوئے اپنے شوہر کو یقین دلایا کہ اُس کے پیچھے کوئی خیانت نہیں کی گئی۔ مزید کہا کہ برائی کی طرف لے جانے والے نفس کے حملے سے وہی بچ سکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ بلاشبہ حضرت یوسفؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت اور نفس کے حملے سے حفاظت کی نعمت حاصل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ نعمت عطا فرمائے۔ آمین! مسنون دعا ہے:

اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ اِلَى نَفْسِيْ طَرَفَةً عَيْنٍ، وَاصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ، لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ (ابوداؤد)

اے اللہ! میں تیری رحمت کی امید رکھتا ہوں۔ مجھے ہلک جھپکنے کے دوران بھی نفس کے حوالے نہ فرما۔ میرے ہر معاملے کی اصلاح فرما۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ آمین!

ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عزیز مصر کی بیوی ایسی حکیمانہ اور پاکیزہ گفتگو کیسے کر سکتی ہے؟ دراصل یہ حضرت یوسفؑ کے اعلیٰ کردار کا فیض ہے جس کے پاکیزہ اثرات عزیز مصر کی بیوی پر پڑے، اُس کی سوچ کا رخ ہی بدل گیا اور اب وہ بھی معرفت کی باتیں کر رہی ہے۔

آیات ۵۴ تا ۵۷

حضرت یوسفؑ کے لیے منصبِ خاص

وَقَالَ الْمَلِكُ اَتُونِيْ بِهٖ	اور کہا بادشاہ نے لے آؤ میرے پاس یوسفؑ کو
اَسْتَخْلَصُهٗ لِنَفْسِيْ	میں خاص کر لوں گا انہیں اپنے لیے
فَلَمَّا كَلَبَهٗ	پھر جب اُس نے آپؑ سے گفتگو کی
قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اٰمِيْنٌ ﴿۵۷﴾	کہنے لگا بے شک آپؑ آج سے ہمارے ہاں بڑے معزز، معتبر ہیں۔

قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ	فرمایا یوسفؑ نے مقرر کر دیں مجھے نگران زمین کے خزانوں پر
إِنِّي حَفِيزٌ عَلَيْهِمْ ۝۵۵	بے شک میں خوب حفاظت کرنے والا، جاننے والا ہوں۔
وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ	اور اس طرح ہم نے اختیار دیا یوسفؑ کو سر زمین مصر میں
يَتَّبِعُوا مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ	تاکہ رہیں اُس میں جہاں چاہیں
نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَشَاءُ	ہم پہنچا دیتے ہیں اپنی رحمت جسے چاہیں
وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝۵۶	اور ہم ضائع نہیں کرتے اجر نیکی کرنے والوں کا۔
وَلَا جُرْ الْآخِرَةَ خَيْرٌ لِلَّذِينَ آمَنُوا	اور یقیناً آخرت کا اجر بہت بہتر ہے اُن کے لیے جو ایمان لائے
وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝۵۷	اور جو اللہ کی نافرمانیوں سے بچتے رہے۔

ع

بادشاہ حضرت یوسفؑ کے علم سے تو پہلے ہی متاثر تھا اب اُن کی پاک دامن اور تحمل سے اور زیادہ اُن کا گرویدہ ہو گیا۔ پھر جب اُن کو طلب کر کے اُن سے گفتگو کی تو بالکل ہی فدا ہو گیا اور اعلان کیا کہ اب حضرت یوسفؑ کو ہمارے مصاحب خاص کا مرتبہ حاصل ہو گا۔ حضرت یوسفؑ نے آئندہ برسوں میں آنے والے مسائل کو حل کرنے کے لیے خود کو زراعت و معدنیات کا شعبہ سنبھالنے کے لیے پیش کیا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کو مصر میں ایک اہم منصب پر فائز فرما دیا۔ بلاشبہ جو بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی و ناراضی سے بچتا ہے وہ اُسے دنیا میں بھی نوازتا ہے اور آخرت میں بھی اجر عظیم عطا فرمائے گا۔
